14-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر22(وَمَن يَقْنُتْ)

علم کو اگلی نسلوں تک پہنچانا چاہیئے

✷ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات کا ذکر کر کے فرمایا: کہ یہ اس وقت ہو گا جب علم اٹھ جائیگا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ علم کیسے اٹھ جائیگا؟ حالانکہ ہم خود قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو۔ اس طرح نسل در نسل قیامت تک پڑھتے رہیں گے۔

فرمایا: زیاد تیری ماں تجھ پہ روئے (یعنی تم سمجھ نہیں رہے) میں تو تمہیں مدینہ کے سمجھدار لوگوں میں شمار کرتا تھا کیا یہ یہود اور نصاری تورات اور انجیل نہیں پڑھتے لیکن اس کی کسی بات پر عمل نہیں کرتے۔

تو علم آگے نہیں پھیلتا جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے، کیونکہ لوگ کتابوں سے زیادہ، لیکچر سے زیادہ دوسروں کو بطور رول ماڈل دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور پھر جب وہ دوسرے کے عمل میں کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اس کو لینا بھی اور کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح یہ ہے کہ ہمیں صرف اپنے تک ہی علم کو نہیں رکھنا چاہیے اسے آگے کی نسلوں میں بھی ٹرانسفر کرنا چاہیئے۔

سورۃ الاحزاب

❖ آیت31

یعنی ازواج مطہرات سے ہی خطاب ہے کہ جو پیچھے سے continue کر رہا ہے کہ اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تو اس کی سزا بھی بڑی ہے کیونکہ جو مقربین ہوتے ہیں انکی حسنات بھی بعض اوقات سیئات شمار ہوتی ہیں کیونکہ ان کا درجہ اور مقام بڑا ہوتا ہے اور اِسی طرح ان سے کوئی نیکی سرزد ہو گی تو وہ بھی multiply ہو جائے گی کیونکہ ایسے لوگوں کو لوگ فولو کرتے ہیں اور ان کو دیکھ کر جو عمل کر رہے ہوتے ہیں اس بنا پر بھی ان کا اجر بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھر چونکہ ان کی قربانیاں زیادہ تھیں اس لیے ان کا اجر بھی زیادہ ہے۔

❖ آیت32

اے نبی ﷺ کی بیویوں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو کسی نامحرم سے دبی زبان میں بات نہ کرو یعنی نزاکت کے ساتھ بات نہ کرو ورنہ جس شخص کے دل میں روگ ہے وہ کوئی غلط توقع لگا بیٹھے گا لہذا صاف سیدھی بات کرو، معروف معقول بات کرو۔

اگرچہ یہ بات ازواج مطہرات سے کہی جارہی ہے، لیکن ازواج مطہرات ہمارے لیے ایک رول ماڈل ہیں ایک مسلمان خاتون کو مرد سے بات کرتے ہوئے ایک معروف اور باوقار انداز میں بات کرنی چاہیئے۔ ایسے انداز میں لگی لپٹی باتیں نہیں کرنی چاہئیں کہ جس سے دوسرا شخص کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے یا وہ عورت کی طرف مائل ہو جائے۔

پھر اسی طرح یہ ہے کہ نامحرم عورتوں سے تنہائی میں بھی بات کرنے کی ممانعت کی گئی۔

✷ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوندوں کی اجازت کے بغیر عورتوں سے گفتگو کرنے سے منع کیا(یعنی مردوں کو منع کر دیا کہ وہ عورتوں سے اس وقت تک ڈائریکٹ بات نہ کریں جب تک کہ ان کے خاوند اجازت نہ دیں یا پسند نہ کریں)

اور یہاں جو یہ بات کی گئی ہے کہ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ

تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آرام سے بات نہ کریں یا ایک معقول طریقے سے بات نہ کریں کہ سخت لہجہ اور بدکلامی سے بات کریں، یہ معنی نہیں ہے یعنی جب نرم لہجہ اور نزاکت سے بات کرنے سے منع کیا گیا تو بعض اوقات یہ خیال آ سکتا ہے کہ شاید سختی سے بات کرنے کا حکم دیا جارہا ہے تو بلاوجہ کسی مرد سے سختی سے بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں اس میں انسان کو ایک معروف، ایک باوقار، ٹھہرا ہوا انداز اختیار کرنا چاہیئے۔

❖ آیت 33

یعنی ازواج مطہرات کو خاص حکم ہے اور ان کے بعد یعنی آپ کی امت کی جو خواتین ہیں ان کیلئے بھی اس میں ایک بات تو یہ بتا دی گئی کہ **عورت کا اصل دائرہ کار جو ہے وہ اس کا گھر ہے**، ضرورت کے تحت وہ باہر نکل سکتی ہے کیونکہ اس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے

✷ کہ اپنی عورتوں کو مساجد سے مت روکو، مسجد جانے سے مت روکو، مگر ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں، پھر اسی طرح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اپنی کسی ضرورت سے گھر سے باہر گئیں، وہ بھاری بھرکم خاتون تھیں جو بھی انھیں دیکھتا پہچان جاتا تھا، وہ کسی سے چھپ نہیں سکتی تھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ لیا، کہا اے سودہ رضی اللہ عنہا اللہ کی قسم! آپ اپنے آپ کو ہم سے چھپا نہیں سکتیں دیکھیں آپ کس طرح باہر نکلتی ہیں سودہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر الٹے پاؤں گھر آ گئیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے آپ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی، سودہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کام سے گھر سے باہر گئی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسی اور ایسی باتیں کہی ہیں، تو اسی وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، اس وقت ہڈی آپ کے ہاتھ میں ہی تھی آپ نے اس کو رکھا نہیں تھا تو اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا کہ:

ان عورتوں کو، یعنی تمہیں قضائے حاجت کے لیے یا اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے باہر جانے کی اجازت ہے۔

یعنی عورت اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے، کسی کام کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے، لیکن بلاوجہ گھر سے باہر رہنا یا زیادہ دیر گھر سے باہر رہنا اور اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دینا یہ درست نہیں ہے، اسی طرح تعلیم اور تعلُم کے لیے بھی، سیکھنے اور سکھانے کیلئے عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

✷ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یارسول اللہ آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے ہمارے لیے بھی اپنی طرف سے کوئی دن مخصوص کریں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائیں ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں فلاں دن، فلاں فلاں جگہ پر جمع ہو جاؤ، چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور انھیں وہ سکھایا جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔

پھر اسی طرح اس آیت میں جو دوسرا حکم وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ، دور جاہلیت جیسا اپنی زیب اور زینت نہ دکھاؤ.

یہ تبرج کا لفظ بروج سے ہے، بروج کہتے ہیں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کو۔

✷ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو لیکن انھیں چاہیئے کہ زیب وزینت کے بغیر نکلیں۔

یعنی مسجد جاتے ہوئے بہت میک اپ کر کے اور بہت ایسا ڈریس پہن کر نہ جائیں کہ جب مردوں کے ساتھ انٹر یکشن ہو تو دوسروں کیلئے فتنہ کا باعث بنیں۔

پھر اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بدترین عورتیں وہ ہیں جو اپنی زیب وزینت کی نمائش کرنیوالی ہیں، اور اکڑ کر چلنے والی ہیں یعنی چال سے بھی دوسروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور یہی منافق عورتیں ہیں۔

تو دور جاہلیت میں چونکہ خواتین اس قسم کے کام کرتی تھیں تو مسلمان عورتوں سے یہ کہا کہ تم دور جاہلیت کی روایات نہ اپناؤ، تم اسلامی طریقہ کو اپناؤ، ایک باوقار انداز اختیار کرو۔

یعنی مرد اور عورت کے انٹر یکشن کو ختم تو نہیں کیا جاسکتا لیکن وہ حدود کے اندر ہونا چاہیئے کہ جس سے مسائل پیدا نہ ہوں اور گھروں کے اندر بے چینی پیدا نہ ہو۔

وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

یعنی صرف ظاہری ناپاکی نہیں بلکہ باطن کی طہارت بھی اور اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا، آپ کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور حسن حسین رضی اللہ عنہم، یہ چاروں بھی شامل ہیں۔

اور ازواج مطہرات قرآن کی رو سے اور یہ چاروں حدیث کی رو سے یہ سب اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں۔

چونکہ وہ نبی کا گھرانہ تھا دوسروں کیلئے مثال تھا، تو اس کو ہر لحاظ سے ایک آئیڈیل گھرانہ بنانا مقصود تھا تو اس کی طرف توجہ دلائی گئی۔

اور ازواج مطہرات کو کیا حکم دیا گیا۔

❖ آیت 34

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چونکہ وحی اترتی تھی اور آپ پر وحی میں کچھ تو قرآن پاک کی آیات ہوتی تھیں اور کچھ احادیث ہوتی تھیں۔

جیسا کہ ابھی پیچھے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی مثال میں آپ کو بتایا کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے تو بیچ میں ہی وحی کی کیفیت آگئی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب مل گیا کہ کیا عورت ضرورت کے تحت بھی گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ان کو یہ بات بتادی۔ تو یہ بھی وحی کی ایک قسم ہے۔

تو حدیث بھی کیا ہے؟

وحی کی ایک قسم ہے، قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے حدیث کی اُس طرح تلاوت نہیں کی جاتی لیکن حدیث کو بھی پڑھ کر سنایا جاتا ہے یعنی اُس کی بھی تعلیم دی جاتی ہے، تو یہاں پر دونوں چیزوں کو پڑھ کر سنانے کی بات کی جارہی ہے۔

وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ

تلاوت یعنی پڑھ کر سنانا، تلاوت کا ایک معنی تو خود پڑھنا ہوتا ہے اور ایک معنی پڑھ کر سنانا بھی ہوتا ہے،

جیسے آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں وَأَنۡ أَتۡلُوَاْ ٱلۡقُرۡءَانَۖ میں قرآن پڑھ کر سناؤں کیونکہ پڑھ کر سنانے میں بات زیادہ سمجھ آتی ہے اور تعلیم کے لیے تو پڑھ کر ہی سنانا پڑتا ہے، اسی طرح قرآن مجید نمازوں میں پڑھ کے سنایا جاتا ہے

تو تمہارے گھروں میں تعلیم کا جو سلسلہ جاری ہے اس کو یاد رکھو۔

وَٱذۡكُرۡنَ کا ایک معنی یہ بھی ہے کے اس کا آگے بھی ذکر کرو، لہٰذا ازواج مطہرات جو تھیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سیکھتی تھیں اس کو آگے بھی بیان کرتی تھیں، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کی تعداد دو ہزار سے اوپر ہے اور اسی طرح اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوی اتنے زیادہ ہیں جو انھوں نے مختلف لوگوں کے سوالوں کے جواب میں جو فتوے دیئے تھے، ابن قیم الجوزیہ کہتے ہیں کہ اس سے ایک پوری کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

تو اس لیے عورتوں کو بجائے اسکے کہ وہ شان وشوکت اور بجائے اس کے کہ خود کو منوائیں میک اپ کر کے یا خوبصورت بن کے یا اپنی فگر اور جسمانی نمائش کر کے، کس چیز کی طرف ان کو توجہ کرنی چاہیئے علم کی طرف، علم کا چرچا کریں، علم میں آگے بڑھیں، سیکھیں سکھائیں۔

حقیقت یہ ہے کو جو قدر انسان کی تعلیم کے ذریعہ ہوتی ہے وہ صرف خوبصورت لگنے سے نہیں ہوتی، اس لیے جو چیز اللہ کے یہاں بھی valuable ہے، اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا ذریعہ ہے تو اس راستے کو اختیار کرنا چاہیئے نہ کہ دوسرے کو۔

اور پھر یہاں اگلی آیت میں مسلمان مردوں اور عورتوں کی کچھ صفات کا ذکر ہے، اس بارے میں روایت میں آتا ہے۔

✷ کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا بات ہے کہ قرآن میں مردوں کا ذکر تو بہت ہے عورتوں کا نہیں۔ تو عورتوں کی تسلی کے لیے، عورتوں کا ذکر الگ کیا گیا ہے اس آیت میں ورنہ ہر حکم جو مردوں کے لیے آیا وہ عورتوں کے لیے بھی ہے سوائے اس کے کہ جو احکامات مردوں کیلئے خاص ہیں یا کچھ احکامات جو عورتوں کیلئے خاص ہیں۔

❖ آیت 35

تو یہاں پر آپ دیکھتے ہیں کہ

ساری صفات کا احاطہ کر لیا گیا ہے جس میں بنیادی صفات یعنی ایمان، اسلام اور پھر اطاعت گزاری، فرمانبرداری، پھر کچھ اخلاقی traits کہ یعنی حسن اخلاق سے متعلق جو چیزیں ہیں۔ سچ ہے، صبر ہے۔ پھر اسی طرح عاجزی کرنا اور انکساری سے کام لینا، پھر اپنے مال کا صدقہ کرنا اور پھر روزہ رکھنا اور پھر اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنا یعنی حیاء اور شرم سے کام لینا۔

یہ ساری چیزیں ذکر کرنے کے بعد جو آخری Quality جس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

کثرت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے مرد اور عورتیں، یعنی ایک عورت یا ایک مرد جو ہے اگر وہ عبادت گزار بھی ہے اور اطاعت گزار بھی ہے اور شرم وحیاء والا بھی ہے تو بہت سے لوگ اس درجہ میں ایک دوسرے کے برابر بھی ہو جائیں گے لیکن ذکر کرنے والے سب سے آگے نکل جائیں گے۔

✷ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

سبق المفردون "، قالوا: وما المفردون يا رسول الله؟ قال: " الذاكرون الله كثيرا والذاكرات ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مفردون سبقت لے گئے، آگے بڑھ گئے، صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔

✷ اور ایک اور روایت میں ہے

جو اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو نمازوں کے بعد ذکر کرتے ہیں، صبح اور شام کے اذکار کرتے ہیں، بستر پر جا کر سونے سے پہلے کے اذکار کرتے ہیں، نیند سے جاگ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ٹوائلیٹ جاتے ہیں تو اللہ کا ذکر کر کے داخل ہوتے ہیں، یعنی کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں وہ اللہ کو یاد نہ کریں۔

یاد رکھیے

اللہ کے ذکر سے بخشش بھی ملتی ہے اور گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مسند احمد کی روایت ہے) جب کوئی جماعت اکھٹی ہو کر اللہ کا ذکر کرتی ہے اور اُس سے اُس کا مقصد صرف اللہ کا چہرہ ہوتا ہے تو آسمان سے ایک منادی آواز لگاتا ہے کہ تم اس حال میں کھڑے ہوئے ہو کہ تمہارے گناہ معاف ہو چکے، تحقیق تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے۔

تو یہ جماعت اکھٹی ہو کر جیسے آپ لوگ اکھٹے ہو کر اور ہم سب ایک مقصد کے لیے آئے ہیں کہ یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں اور اللہ ہی کی خاطر یہ باتیں سیکھیں اور سکھائیں، تو اگر ہماری نیت واقعی خالص ہو گی تو ان شاء اللہ اس مجلس میں نہ صرف علم حاصل ہو گا بلکہ اسکے ساتھ ساتھ گناہ بھی معاف ہونگے، بلکہ گناہ جو ہیں وہ نیکیوں میں بدل جائیں گے، اللہ سبحانہ وتعالی ہم سے یہ وعدے پورے فرمائے۔

❖ آیت36

تو یہاں پر مومن مرد اور مومن عورت کی بات کی جارہی ہے، کہ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں پر لبیک کہا جائے، ان پر گھٹن محسوس نہ کی جائے کیونکہ اسلام کا، دین کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ انسان اپنے معاملات میں اور خاص طور پر جھگڑوں میں اللہ اور اسکے رسول کی بات کو اہمیت دیں اور اس کے آگے پوری طرح سر تسلیم خم کر دے ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا (النساء65) تو ہر حال میں آپ کا حکم ماننا فرض ہے۔

✷ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ نے ان سے فرمایا:

اے ابن رواحہ نیچے اترو اور سواریوں کو دوڑاؤ، انھوں نے کہا، اے اللہ کے رسول میں یہ کام چھوڑ چکا ہوں، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا سنو اور اطاعت کرو، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بات فرمائی ہے تو تمہیں کرنی ہے، یہ کیا بات ہوئی کہ میں چھوڑ چکا ہوں، تو ابن رواحہ نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا یعنی سواری سے فوراً چھلانگ لگادی اور کہا اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے، نہ ہی ہم نماز پڑھتے، ہم پر سکینت نازل کر دے اور جب دشمنوں سے آمنا سامنا ہو تو ثابت قدمی عطا کر دے، یعنی فوراً ہی آپ کی اطاعت کے لیے دوڑ پڑے۔

اصل میں یہ آیت ایک پس منظر میں ہے۔

وہ یہ ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ جو تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور بہت سی ان میں زبردست خوبیاں تھیں اور آپ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے جب ان کی شادی کا وقت آیا تو آپ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی کا پیغام بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا چونکہ عربوں میں سے تھیں اور ان کے ہاں حسب و نسب کا بہت احساس ہوتا تھا، اگرچہ حضرت زید بھی اصلاً عرب ہی تھے لیکن چونکہ غلامی گزار چکے تھے تو ان کے دل میں یعنی تھوڑی سی گھٹن تھی، لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس حکم کو مان لیا مگر ایک تردد کے بعد تو اس پر یہ آیت اتری کہ مومنوں کا اللہ اور اس کے رسول کا ﷺ حکم مانتے ہوئے دل میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیئے۔

ہمیں بھی اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہیئے کہ جب اللہ سبحانہ و تعالی کی طرف سے کوئی آیت آتی ہے، کوئی حکم آتا ہے یا حدیث آتی ہے تو پھر ہم اس کی کوئی تاویلیں تو نہیں سوچنے لگتے کہ کسی طرح اس پر عمل سے بچ جائیں اگرچہ کچھ چیزیں مشکل لگتی ہیں لیکن ہمارا فائدہ اُسی میں ہی ہوتا ہے، دوا پینا کس کو خوشگوار لگتا ہے یا کسی سرجری سے گزرنا، لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات لوگ جب knees کی سرجری کروالیتے ہیں تو وہ دوڑنے لگتے ہیں یعنی پہلے سے بہت زیادہ ان کی لائف کوالٹی بڑھ جاتی ہے۔

تو اسی طرح بعض احکامات جو ہوتے ہیں وہ مشکل ضرور ہوتے ہیں، نفس پر بھاری ہوتے ہیں لیکن ماننے کے بعد انسان کے لیے راحت اور آسانی بڑھ جاتی ہے، جیسے یہ حیا ہی کی بات ہے پردے ہی کے احکامات ہیں اگرچہ مشکل ہیں مگر اس میں انسان کے لیے بہت بڑی حفاظت بھی ہے۔

❖ آیت 37

اور جب آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا اور آپ نے بھی، یہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

اب ہوا یہ کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے شادی تو کرلی مگر وہ ان کے ساتھ نبھا نہیں پا رہی تھیں، دونوں کی عادات میں، مزاج میں بہت بڑا فرق تھا، دونوں ہی بڑے نیک تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالی نے ان پر احسان کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بہت ہی پیارے تھے اور اسی طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو تھیں وہ بھی ایک نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں، بظاہر خرابی نہ تھی لیکن دل ملے ہوئے نہیں تھے۔

تو یاد رکھیے

بعض اوقات کسی بھی couple (جوڑے) کے اندر جو اختلاف ہوتا ہے تو ضروری طور پر یہ نہیں ہوتا کہ دونوں میں سے ایک بہت برا ہوتا ہے یا اس کے اوپر ظلم ہی ہوتا ہے تو نہیں بنتی، روحیں اللہ کا لشکر ہے جو وہاں ملیں دنیا میں بھی آکر ایک دوسرے سے attract ہوتی ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے اجنبی رہیں وہ دنیا میں آکر چاہے شادی بھی ہو جائے اجنبی ہی رہتی ہیں اور بڑھاپے تک اجنبی ہی رہتے ہیں ایک دوسرے سے، تو بہت نیچرل سی بات ہے، ہر ایک کا ایک الگ امتحان ہوتا ہے، تو یہ بھی کچھ لوگوں کے لیے امتحان بن جاتا ہے کہ شادی کے بعد ان کو وہ intimacy نہیں ملتی یا محسوس نہیں ہوتی جس کی وہ توقع رکھتے ہیں تو ایسے میں انسان کو حتی الوسع نبھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

لیکن بہر حال حضرت زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حالات درست نہیں ہیں تو وہ طلاق دینے کا ارادہ کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ میں طلاق دینا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ ان سے کہتے تھے اپنی بیوی کو پاس ہی رکھو، طلاق نہ دو۔

تو جیسے کوئی بچہ آکر یہ کہے کہ میں اپنی بیوی کو نہیں رکھنا چاہتا تو ماں باپ کیا سمجھاتے ہیں ؟ کہ نہیں ایسا نہیں سوچو، یہ ہو ہی نہیں سکتا تو یہی صورتحال یہاں بھی تھی۔

اصل میں اللہ تعالی وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو بتا چکے تھے کہ جب زید رضی اللہ عنہ طلاق دینگے تو ان کا نکاح آپ کے ساتھ ہو گا اور وہ آپ کے منہ بولے بیٹے تھے اور عربوں کے ہاں منہ بولے بیٹے کو بھی اصل بیٹے کی طرح consider کیا جاتا تھا اور اس کی بیوی کے ساتھ نکاح کو بہت بڑا جرم تصور کیا جاتا تھا، تو آپ کو اس بات کا بھی ڈر تھا کہ اگر یہ طلاق ہو گئی تو ایسا نہ ہو کہ پھر مجھے شادی نہ کرنا پڑے اور اس سے تو ایک بہت بڑا پروپیگنڈہ شروع ہو جائے گا، ایک بہت ہی تکلیف دہ اور مشکل مرحلہ ہو گا تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا بھی ذکر کر دیا۔

کہ اس وقت آپ ایسی بات دل میں چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا یعنی اللہ تعالی آپ کے ذریعہ اس خرابی کو دور کرنا چاہتا تھا جو اس معاشرے کے اندر پائی جاتی تھی جس میں لوگوں کے لیے بڑی مشکلات تھیں کہ منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہہ کر اس پر بیٹے کے احکامات لاگو کرنا۔

آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

یہ لوگوں کا خوف بھی ایک نیچرل سا خوف ہوتا ہے کہ ہائے لوگ کیا کہیں گے، لیکن اللہ کے حکم کے آگے پھر وہ بہت بڑھ نہیں جانا چاہیئے، لیکن اس کا ہونا تو ایک طبعی سی بات ہے لیکن اس کو over power نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالی نے خود نکاح کر دیا، یعنی جب آپ ﷺ نے میسج بھیجا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تو انھوں نے کہا میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کرونگی جب تک کہ استخارہ نہ کرلوں، اور جب استخارہ کرنے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے حکم دیا کہ آپ کا نکاح ان سے کر دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالی نے خود کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اجازت اندر تشریف لے آئے۔

اور اللہ تعالی نے ایسا کیوں کیا؟ تاکہ مومنوں پر انکے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

اور یہ یاد رکھیے کہ

یہ نکاح جو ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد، عدت پوری ہونے کے بعد ہوا تھا۔

❖ آیت 38

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر مطمئن ہو جانا چاہیئے۔

❖ آیت 40

یعنی آپ ﷺ کا کوئی حقیقی بیٹا آپ کی زندگی میں باقی نہیں رہا یعنی آپ کی وفات سے پہلے باقی نہیں رہا اور خاص طور پر اس حکم کے آنے سے پہلے آپ کے تین بیٹے تھے قاسم، طاہر، طیب لیکن وہ سب چھوٹے ہوتے ہی فوت ہو گئے تھے، پھر ابراہیم پیدا ہوئے تھے ماریہ قبطیہ سے وہ بھی آپ کی زندگی میں فوت ہو چکے تھے، لہٰذا آپ کا کوئی بھی حقیقی بیٹا نہیں تھا تو اُسی کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

یعنی آپ کے بعد اب کوئی اور نبی نہیں آئیگا۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی وفات پاجاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا۔ اور یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے۔

✷ آپ ﷺ نے اس بات پر بھی خبر دار کیا کہ بیشک میری امت میں تیس کذاب ہونگے جن میں سے ہر ایک یہ دعوی کریگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یعنی نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول ہے آپ کے بعد کسی کو بھی نبی یا رسول ماننا بنیادی عقیدے میں خلل ڈال دیتا ہے۔

❖ آیت 42

یعنی اللہ کا شکر ادا کرنے کیلئے اس کا ذکر کریں اور پھر یہ ذکر نماز بھی ہے اور نماز تو ذکر کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جس میں انسان کی زبان بھی ذکر کرتی ہے جس میں انسان کا دل بھی ذکر کرتا ہے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جس میں انسان کے ہاتھ پاؤں بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کی تلاوت، تسبیحات، درود شریف، آیت کریمہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالی کا ذکر شمار ہوتی ہیں۔

اسی طرح دین کی تعلیم دینا، قرآن پڑھنا، پڑھ کر سنانا، اس کا مذاکرہ کرنا یہ بھی ذکر ہی کی قسمیں ہیں۔

لیکن کچھ ذکر کے خاص ہونے کا حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إلٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

یعنی اس دنیا کی ساری چیزوں سے قیمتی ہے یہ ذکر سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إلٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

لہٰذا ہم سب کو اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

جیسے ہم نماز کیلئے اٹھتے ہیں، جیسے پہلے بھی میں نے کہا تھا اوقات کچھ لگالیں اپنی طرف سے، یہ نہیں ایک وقت سب کیلئے پابندی کریں کیونکہ اس طرح تو بدعت ہو جاتی ہے، دین میں وہ چیزیں لاگو کر دینا جو نبی ﷺ نے ان کی پابندی ہمیں ان اوقات میں نہیں سکھائی لیکن ہمیں اپنی پلاننگ کے طور پر، اپنے ڈسپلن کے طور پر، اپنے حالات کے مطابق اپنے آپ کو باندھنے کے لیے کچھ نہ کچھ مقرر کر لے۔

تو اس صورت میں مثلاً جیسے آپ نماز کے بعد کھڑے ہو رہے ہوتے ہیں اپنی چادر وغیرہ تہہ کر رہے ہوتے ہیں یا اور کچھ اپنا شوز پہن رہے ہوتے تو اتنی دیر میں کم از کم تین دفعہ یہ تسبیح آپ آرام سے پڑھ سکتے ہیں، تو اس طرح کی کچھ عادات ڈال لینا ذکر کی اپنی اپنی ذاتی، یہ کثرت سے ذکر میں آجاتا ہے انسان ان مواقع کو پھر مس نہیں کرتا ورنہ تو سوچوں میں اِدھر اُدھر گم ہو جاتا ہے اور ذکر کرنا بھول جاتا ہے۔

اسی طرح یہاں خاص طور پر وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا صبح اور شام تسبیح زیادہ مفید ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آدمی صبح شام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے قیامت کے دن کوئی بھی اس سے زیادہ افضل عمل نہیں لا سکتا سوائے اس کے جس نے اس کے برابر یا اِس سے زیادہ پڑھا۔

بہترین، افضل ترین عمل ہو گا آپ کے نامہ اعمال میں اگر آپ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے قبل آپ سبحان اللہ وبحمدہ سو دفعہ پڑھ لیں، تین، چار منٹ بھی نہیں لگتے آپ کر کے تو دیکھیں۔ صرف عادت کی بات ہے اور اس وقت آپ اپنے آپ سے پوچھیں آپ کیا کام کر رہے ہوتے ہیں، کیا آپ ایکسر سائز کر رہے ہیں، کیا آپ واک کر رہے ہیں، کیا آپ کوئی گھر کا کوئی کام کر رہے ہیں، کوکنگ کر رہے ہیں تو اس وقت میں اس ٹائم میں اُس کام کے ساتھ اس تسبیح کو باندھ لیں ایک دفعہ ٹائمنگ کر لیں کہ کتنی دیر میں سو دفعہ ہوتا ہے پھر اس کے بعد کام کرتے ہوئے چاہے تسبیح آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے، گن نہیں سکتے لیکن اتنے ٹائم کے لیے آپ تسبیح کرینگے تو سو پورے ہو جائیں گے کیونکہ یہاں گنتی کو محدود کیا گیا ہے یعنی گنتی کا ذکر کیا گیا۔ تو جہاں شرع نے گنتی ذکر کر دی ہے وہاں اس گنتی کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔

❖ آیت 43

سبحان اللہ، اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں کو اچھے اچھے احکامات دئے ہیں تا کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں بھی مشکلات سے بچ سکیں اور آئندہ بھی.

❖ آیت 44

اللہ کی ملاقات بھی سلام سے۔

❖ آیت 45

یعنی نبی ﷺ کی یہ صفات تورات میں بھی بیان ہوئی ہیں اور یہاں خوشخبری کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ آپ سارے جہاں والوں کے لیے باعث رحمت تھے اور آپ لوگوں کو خوشخبریاں بھی سنایا کرتے تھے۔

✷ مثلاً: آپ ﷺ نے ایک خوشخبری سنائی کہ: لوگوں خوش ہو جاؤ اور اپنے پچھلوں یعنی بعد میں آنے والوں کو بھی خوشخبری سنادو کہ جس نے سچے دل سے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

✷ اسی طرح ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ جس نے پانچ نمازیں پڑھیں، کبیرہ گناہوں سے بچا وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے اور کبیرہ گناہ یہ ہیں والدین کی نافرمانی، اللہ کے ساتھ شرک، جان کا قتل کرنا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے بھاگنا اور سود کھانا۔

نبی ﷺ نے انذار بھی کیا۔ لوگوں کو ڈرایا بھی، خبر دار بھی کیا اور ان کو مختلف کاموں پر گناہ کی جو سزا بتائی گئی ہے وہ بھی بتائی۔

❖ آیت 46

یعنی آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے، آپ نے لوگوں کو اپنی ذات کی طرف نہیں بلایا، اللہ کی طرف بلایا اور پھر آپ ایک روشن چراغ کی طرح تھے جس کی روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے۔

❖ آیت 47

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایمان سب سے بڑی دولت ہے، اس پر بول کر، رو کر اللہ کا شکر ادا کیا کریں، کہ اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ایمان دیا تو نے اپنی معرفت دی، اپنی پہچان دی، اپنے دین کو سیکھنے کا شوق دیا اور اس پر عمل کرنے کا شوق دیا۔ یہ ہے فَضۡلٗا كَبِيرٗا

ہم فَضۡلٗا كَبِيرٗا کس کو سمجھتے ہیں؟

مال و دولت کو یا اولاد کی کامیابی کو، لیکن ہر انسان پر سب سے بڑا فضل اللہ کا دراصل ایمان ہے۔

پھر آخرت میں فَضۡلٗا كَبِيرٗا کیا ہو گا؟

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فِي رَوۡضَاتِ ٱلۡجَنَّاتِۖ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ عِندَ رَبِّهِمۡۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَضۡلُ ٱلۡكَبِيرُ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ جنتوں کے باغوں میں ہوں گے ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ ہو گا جو وہ چاہیں گے یہی بہت بڑا فضل ہے۔ (الشعراء 22)

❖ آیت 48

یعنی اگر آپ ﷺ کا وہ مذاق اڑائیں تنگ کریں تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں اپنا کام کرتے جائیں اور اللہ پر بھروسہ کیجیے۔

❖ آیت 50

کنیز جیسے ماریہ قبطیہ

یعنی آپ ﷺ کے کام اور آپ کی نبوت کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے یہ ضروری تھا کہ آپ کے پاس زیادہ خواتین ہوں تاکہ وہ آپ سے دین کو سیکھیں اور آگے پھیلائیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی حکمتیں ہیں جن کے بیان کرنے کا اس وقت وقت نہیں۔

یعنی ایک مومن مرد کے لیے چار سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں ہے۔

آپ ﷺ کو یہ رعایت اس لیے دی ہے تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ معاف کرنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے۔

یعنی جہاں آپ مناسب سمجھیں کہ کسی عورت سے شادی کرنا اس کے قبیلے والوں کے لیے، دین کے لیے بہتر ہے تو اس پر آپ پر کوئی پابندی نہیں رکھی گئی۔

یہاں پر نعوذ باللہ یہ سوچنا کہ آپ کے اندر کوئی ایسی خواہشات تھیں جن کی وجہ سے آپ بہت تنگ تھے تو آپ کو کھلی چھٹی دے دی گئی تو یہ مطلب نہیں ہے آپ ﷺ نے 25 سال کی عمر میں اپنے سے پندرہ سال بڑی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں کی تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جوانی میں آپ نے اتنی پاکدامنی اختیار کی اور اس طرح اپنی ازدواجی زندگی بسر کی تو یہ جو بعد میں آپ کی زیادہ شادیاں ہیں ان کے کئی ایک مقاصد تھے جن کو کتابوں میں پڑھا جا سکتا ہے۔

اور پھر آپ پر یہ بھی پابندی نہیں رکھی گئی کہ آپ ان کے درمیان اُسی طرح عدل کریں جس طرح ایک عام مسلمان پر پابندی رکھی گئی ہے۔ آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور علیحدہ رکھنے کے بعد جسے چاہیں اپنے پاس بلائیں آپ پر کوئی مضائقہ نہیں اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمزدہ نہ ہوں تاکہ ان کو پتہ ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے، یہ نبی ﷺ ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر رہے۔

❖ آیت 53

جا کر بیٹھ نہ جاؤ کہ کھانا پکے اور پھر کھائیں اور پھر جائیں اس طرح ان کے کاموں میں حرج ہوتا ہے۔

یعنی نبی ﷺ کی بیویوں سے سامنے آکر کچھ نہ مانگو۔

اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ؟

ازواج مطہرات کے لیے خاص طور پر یہ حکم ہے کہ وہ مردوں سے ڈائریکٹ بات نہ کریں یعنی پردے کے بغیر بات نہ کریں بیچ میں نقاب یا حجاب ہو، یا جیسے دروازے کی اوٹ ہوتی ہے، یا کوئی curtain ہوتا ہے اس کے پیچھے سے۔

وجہ کیا بتائی گئی؟

تاکہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہو۔

اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ حجاب جو ہے دراصل دلوں کی پاکیزگی کے لیے ہے اور بہت سے لوگ اپنی پاکیزگی کا بڑا دعوی کرتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہماری نیتیں بہت اچھی ہیں اس لیے ہمیں حجاب کی ضرورت نہیں۔

یعنی ازواج مطہرات کیا کم پاکیزہ عورتیں تھیں لیکن ان کو بھی احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا۔ ایک مسلمان جس قدر ہو سکے احتیاط برتے اور مردوں سے اس طرح ہنس ہنس کر باتیں نہ کرے اور اس طرح دل نہ لبھائے اور اس طرح نزاکت کے لہجے میں بات نہ کرے۔ یہ ساری چیزیں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں قیامت کے دن انسان کو ان کا حساب دینا ہو گا۔

یہ چیزیں لوگوں سے چھپ سکتی ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتی۔

اور جب یہ آیات اتریں یعنی پردے کے احکامات اترے تو فوراً ہی اللہ کا حکم نافذ ہو گیا۔

✷ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کا خادم تھا بغیر اجازت طلب کیے گھر میں آتا جاتا تھا ایک دن میں آیا تو آپ نے فرمایا:

بیٹے ٹھہر جاؤ تمہارے بعد ایک آیت نازل ہوئی اب بغیر اجازت اندر نہ آیا کرو۔

پھر اسی طرح تنہا عورتوں کے پاس جانے کی بھی ممانعت ہے۔

یعنی ایک مرد اور ایک عورت کمرے میں دروازہ بند کر کے اکیلے ہوں یہ بھی اسلامی لحاظ سے حرام ہے یہ بھی منع ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس جانے سے بچتے رہو، اس پر انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (یعنی گھر میں اگر دیور ہے اکیلا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیور تو ہلاکت ہے (یعنی اگر اس گھر کے اندر وہ ہے اور شوہر اور سارے گھر والے باہر ہیں تو پھر تو خرابی کا اور بھی زیادہ اندیشہ ہے)

پھر یہ ہے کہ یہ شیطانی وسوسوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

جب ایک مرد اور عورت، ایک لڑکی اور ایک لڑکا دروازہ بند کر کے ایک کمرے میں چاہے کوئی کام ہی کر رہے ہوں تو دوسروں کی نگاہیں اٹھ جاتی ہیں کہ یہ اندر کیا ہو رہا ہے، ان کے دلوں میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے، تو اس لیے فرمایا، دلوں کی پاکیزگی ان کے اپنے دل کی پاکیزگی اور دوسروں کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے بھی یہ

بات بہت ضروری ہے کہ آپ کسی کو بھی فتنے میں نہ ڈالیں، آپ ایسا غلط کام نہ کریں کہ جس سے دوسرے لوگ آپ کے بارے میں بدگمانی کریں، برا سوچیں، اور آپ کے پیٹھ پیچھے آپ کی برائیاں کریں اس کے بھی ذمہ دار تم خود ہی ہو گے۔

❖ آیت 55

وَٱتَّقِينَ ٱللَّهَ ۚ یہ مونث کا صیغہ ہے۔

اللہ ہر چیز دیکھ رہا ہے، لہٰذا اللہ سے ڈر کر غلط کام اور غلط طریقے چھوڑ دو، معروف طریقے سے کام کرو، مرد اور عورت کا interaction وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا، ایک بھلے طریقے سے ہونا چاہی، چھپا ہوا نہیں ہونا چاہیے، ہنسی مذاق والا اور کھیل تماشے والا نہیں ہونا چاہیے۔

❖ آیت 56

اللہ سبحانہ وتعالی آپ ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا مقام کتنا بلند تھا۔

اللہ کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ہمیں بھی کیا کرنا چاہیے؟

یعنی جس ہستی پر اللہ تعالی اپنی رحمتیں بھیج رہا ہے ہر آن، اور جس کے لیے فرشتے دعائیں کر رہے ہیں تو ہمیں بھی ان پر درود و سلام بھیجنا چاہیے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی اپنے مقرب فرشتوں کے پاس آپ کی تعریف بھی کرتے ہیں (یعنی ملاء الاعلی میں) درود کا ایک مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے، فرشتے بھی اُن پر درود بھیجتے ہیں اُن کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالی نے دنیا والوں کو بھی اس چیز کا حکم دیا۔

یاد رکھیے

درود شریف پڑھنا فوری رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

یعنی اللہ تعالی کی فورا رحمتیں آتی ہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری امت میں مجھ پر اخلاص دل سے ایک بار درود پڑھے گا (خالص دل سے) اللہ تعالی اس وجہ سے اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کی وجہ سے اُس کے دس درجے بلند فرمائے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا۔

ایک دفعہ درود بھیجنے کا اتنا بڑا اجر و ثواب ہے اس لیے درود پڑھنے میں بخل نہیں کرنا چاہیے اور روزمرہ کے اذکار کی بات ہو رہی ہے اس میں درود شریف کی بھی ایک تسبیح لازم کر لیں اپنے لیے۔

درود بھیجنے کی وجہ سے اللہ تعالی ساری دعاؤں کے لیے بھی کافی ہو جاتا ہے یعنی اگر آپ پریشان ہیں لیکن آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا دعا کرنی چاہیے تو درود شریف کی کثرت کر دیں تو ساری دعائیں اس کے اندر کافی ہو جائیں گی۔

✷ یعنی ایک صحابی نے پوچھا تھا کہ اگر میں ساری دعا کی بجائے درود شریف ہی پڑھ لوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

پھر تو اللہ تمہارے دنیا اور آخرت کے غم و فکر کے لیے تمہیں کافی ہو جائے گا۔

اور جو شخص درود نہ پڑھے۔

✷ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا گیا ہو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو اس نے جنت کا راستے خطا کر دیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

یعنی درود نہ پڑھنا نقصان دہ بھی ہے، ایک تو یہ کہ پڑھیں تو فائدہ ہے، نہ پڑھیں تو نقصان بھی ہے۔

کچھ کام ایسے ہیں جو نہ کریں تو کوئی بات نہیں لیکن یہاں نہ کرنا، نقصان کا باعث ہے۔

✷ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھ پر صلوۃ بھیجو اور دعامیں کوشش کرو اور کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

یہ سب سے چھوٹا درود ہے جس کو آپ چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ کیا وضو کے بغیر پڑھ سکتے ہیں؟

جی بالکل وضو کے بغیر بھی درود شریف پڑھا جا سکتا ہے، لیٹ کر پڑھ سکتے ہیں، واک کرتے ہوئے، کھانا پکاتے ہوئے، کسی بھی وقت انسان درود بھیج سکتا ہے۔

❖ آیت 57

یعنی وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہیں۔

یعنی جسمانی اذیت تو کوئی اللہ کو پہنچا ہی نہیں سکتا کہ اللہ تک پہنچے اور نعوذ باللہ اس کو کوئی تکلیف دے۔ تو اس سے مراد پھر کونسی چیزیں ہیں کہ جو اپنی زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں یا اپنے عمل میں ایسے کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں۔

❖ آیت 58

یاد رکھیے

تکلیف دینا کسی کے لیے بھی جائز نہیں۔ یہاں اللہ تعالی کی بات بھی آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی بھی آئی ہے اور پھر مومن مردوں اور عورتوں کی بھی آگئی۔ کسی بھی صاحب ایمان کو اپنے ہاتھ سے، زبان سے آپ تکلیف نہ دیں۔

پھر اسکے بعد آپ دیکھیں کہ جانوروں، پرندوں، درندوں اور باقی مخلوقات حتی کہ جنوں کو بھی۔ وہ کیسے؟

جیسے ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ جنوں کی خوراک ہے اس لیے اس کو گندہ نہیں کرنا چاہیے۔

یعنی ایک مومن جو ہوتا ہے، یا ایک مسلم جو ہوتا ہے اس کے ہاتھ، زبان سے سب محفوظ رہتے ہیں، تو کسی کے لیے بھی اذیت اور دکھ کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ بعض اوقات باتیں بنتی ہیں، بعض اوقات ہمارے رویے بنتے ہیں، بعض اوقات ہم ایسے کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرا شخص، بعض اوقات بہت چھوٹی سے بات ہوتی ہے لیکن دوسرا شخص بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے یعنی کچھ رویوں کی وجہ سے۔

یعنی بعض لوگ آپ بات کرتے ہیں تو وہ خواہ مخواہ ہنس پڑتے ہیں حالانکہ وہ ہنسنے کا موقع نہیں ہوتا۔

بعض ماؤں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بچوں کے اوپر ہنسنا شروع کر دیتی ہیں اور بچے اس کی وجہ سے بہت irritated ہوتے ہیں۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم تو ہنس رہے ہیں تکلیف تو نہیں دے رہے بظاہر آپ کا عمل ہنسی کا ہے لیکن وہ دوسرے کے لیے اذیت کا باعث ہے۔

توہر شخص کو اللہ تعالی نے اتنی sense، سمجھ دی ہے کہ وہ دوسروں کو اذیت نہ دے، لیکن اگر آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ دوسرے کو اذیت ہو رہی یا نہیں تو کم از کم اپنے آپ کو اس کی جگہ رکھ لیں۔ جب اپنے آپ کو وہاں رکھیں گی تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کونسی چیز تکلیف دیتی ہے اور کونسی نہیں۔

❖ آیت59

اب اس میں سب ہی شامل ہو گئی عورتیں۔

یہ حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے نہیں ہے صرف آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے نہیں ہے یہ مومنوں کی عورتوں کے لیے بھی ہے اور ہم سب مومن عورتیں ہیں اور ہم سب کے لیے بھی ہے۔

یعنی جب گھر سے باہر نکلیں تو گھر والے ڈریس میں نہ نکلیں بلکہ اوپر سے ایک اور ڈریس ڈالیں جو گھر کے ڈریس کی زینت کو چھپائے یا آپ کی فگر کو چھپائے۔

ابتدائی دور میں چونکہ بہت سمپل لائف اسٹائل تھا کپڑے بھی بہت سادے ہوتے تھے اور عورتیں عام طور پر چادر لیکر گھر سے نکلتی تھیں تو اسی لیے چادر کا ذکر ہوا۔ اور چادر آج تک معروف چیز ہے لیکن بعد میں جب لوگوں نے کپڑوں کے اندر طرح طرح کے ڈیزائین بنانے شروع کیے اور زیادہ زیب وزینت اختیار کرنی شروع کر دی تو پھر صرف چادر سے اور چادر اوڑھ لینے سے وہ سب کچھ نہیں چھپتا۔

مثلاً: چادر اُڑی تو کیا ہے آپ کے بازو اور آپ کا سارا لباس اور آپ کی ہر چیز آپ کی فگر نظر آنے لگ گئی تو پھر اس چادر کو سی کر جلباب بنا لیا گیا جس کو عبایا کہتے ہیں۔

اس کو بھی tight نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کے فگرز نظر آئیں، بعض اوقات وہ بالکل skin tight ہوتا ہے جیسے گھر کی قمیص پہنی ہوئی ہے ویسے ہی بازو بھی پورے کے پورے نظر آرہے ہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے، یا تو ڈھیلا ہو یا اوپر سے جو خمار اوڑھا جائے وہ ایسا ہو جس کی وجہ سے یہ بازو، سینہ اور یہ سارا حصہ چھپ جائے۔

تو امہات المومنین نے جب پردے کے احکامات سنے اور یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں ہم نے اپنی اوڑھنیاں لپیٹی ہوتی تھیں جب ہم نماز سے فارغ ہو کو واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

❖ آیت60

یعنی جب کوئی حکم نازل ہوتا تھا تو اہل ایمان تو خوشی سے اس کو قبول کرتے تھے لیکن منافقین جو تھے وہ نہ تو صحیح طرح اُس پر عمل کرتے بلکہ عمل کرنے والوں کا مذاق بھی اڑاتے تھے اور مومن عورتوں کو بھی تنگ کرتے تھے۔

آپ کو معلوم ہے غزوہ بنو قینقاع کہ وجہ ہی یہی بنی تھی کہ ان کے محلہ میں ایک عورت شاپنگ کر رہی تھی تو اس کو تنگ کیا گیا تھا۔

تو یہاں ان کو وارننگ دی جا رہی ہے۔

❖ آیت62

یعنی اگر یہ باز نہیں آئیں گے تو دنیا میں بھی ان کا انجام اچھا نہیں ہو گا جیسے پہلی امتوں میں ہوا۔

❖ آیت66

جیسے کباب تلا جاتا ہے کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف۔

کاش ہم نے اللہ کی بات بھی مانی ہوتی اور رسول اللہ ﷺ کی بات مانی ہوتی۔

❖ آیت67

اپنے لیڈرز کو فالو کیا تھا۔

بعض اوقات انسان اپنے سے کسی بڑے سے pressurize ہو کر اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ اپنا یہ عذر پیش کریں گے کہ ہم تو چاہتے تھے کہ آپ کی اطاعت کریں لیکن انہوں نے نہیں کرنے دیا۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا یہ عذر قبول کر لیا جائے گا؟

نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا حکم کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

دجال کے علاوہ میری امت کے لیے زیادہ خوفناک گمراہ کرنے والے امام ہیں۔

(امام سے مراد مسجد کا امام نہیں بلکہ لیڈرز، کمیونٹی کے لیڈر جو لوگوں کو miss lead کرتے ہیں، وہ بہت ہی خطرناک ہیں کیونکہ لوگ ان کو فالو کرتے ہیں خود تو قرآن وسنت پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں امام صاحب نے کیا کہا، ہمارے بڑے نے کیا کہا ہم اُسی کے اوپر ہی چل پڑتے ہیں۔)

ایک مسلمان مرد یا عورت کو یہ دیکھنا چاہیے کہ میرے رب نے کیا کہا اور پھر یہ نہ دیکھے کہ یہ کیا کہتا ہے۔ بلکہ یہ دیکھے کہ حکم اصل میں کیا ہے۔

❖ آیت68

دنیا کے لیڈرز کو جن سے دنیا میں بڑے محبت رکھتے تھے جن کو blindly follow کرتے تھے انہی کے لیے بد دعائیں کریں گے کہ یا اللہ ان کو دگنا عذاب دے کیونکہ انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کیا اور ان پر سخت لعنت کر۔

❖ آیت69

موسٰی علیہ السلام کا مقام اور انکی قدر اللہ کے یہاں بڑی ہے۔ آپ دیکھیں قرآن مجید کے ہر جز میں موسی علیہ السلام کا ذکر ہے۔

❖ آیت70

صاف سیدھی بات کیا کرو، ہیر پھیر نہ کرو، دھوکہ نہ دو، سچی بات ہو، عدل پر مبنی بات ہو، درست طریقے سے بات ہو۔ بہترین communication کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اس سے فائدہ کیا ہو گا؟

❖ آیت 71

اس طرح اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑے کامیابی حاصل کر لی۔

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

کہ اللہ تمہاری درست بات کی وجہ سے تمہاری نیکیاں قبول کر لے گا۔

✧ مقاتل کہتے ہیں کہ:

تمہارے اعمال کو پاک کر دے گا۔

یعنی یہ شخص ساری کی ساری بھلائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

بات شروع کہاں سے ہوئی زبان سے، اس پارے کا آغاز بھی زبان کے صحیح استعمال سے شروع ہو تا ہے اور یہاں بھی زبان کی درستگی کی بات کی گئی کیونکہ اگر انسان کی بات درست ہو جائے تو وہ دراصل علامت ہوتی ہے اس بات کی کہ اس کا دل درست ہے۔ اور دل کی درستگی پر باقی سارے اعمال کا انحصار ہے۔

❖ آیت 72

امانت سے مراد: شرعی احکامات ہیں۔

اور بھی معنی کیے گئے ہیں لیکن صحیح موقف یہی ہے کہ اس میں تمام تر شرعی احکامات اور تکالیف شامل ہیں۔

سورۃ سبا

❖ آیت 1

پانچ سورتوں کے آغاز میں الحمدللہ آتا ہے جن میں سے ایک سورۃ سبا بھی ہے۔ اور اس میں اللہ سبحانہ وتعالی کی حمد اور شکر کی بات ہو گی۔

❖ آیت 2

یاد رکھیے

آسمان سے بہت کچھ اتر رہا ہو تا ہے فیصلے اتر رہے ہوتے ہیں، خیر و شر اتر رہا ہو تا ہے، اسی طرح زمین سے بھی کئی چیزیں باہر نکل رہی ہوتی ہیں اور اوپر کو جا رہی ہوتی ہیں۔

✷ ہمارے اعمال اوپر کو چڑھ رہے ہوتے ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک بہت خوبصورت حفاظت کی دعا سکھا دی۔ آپ نے فرمایا:

کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے روح الامین نے سکھائے ہیں۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاً وَبَرَاً وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَاً فِی الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَارَحْمٰنُ

میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتاہوں جن سے آگے نہ تو کوئی نیک اور نہ ہی کوئی برا شخص بڑھ سکتا ہے، ہر اس (چیز) کے شر سے جس کو اس نے بنایا، پیدا کیا اور پھیلایااور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پیدا کیااور اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتاہے اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کو آنے والے کے شر سے سوائے اس کے جو خیر کے ساتھ آئے، اے بہت رحم فرمانے والے۔ چنانچہ شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ عزوجل نے انہیں شکست دے دی

❖ آیت 3-4

یعنی وہ قیامت کاانکار کرتے ہیں۔

قیامت کس لیے آئے گی؟

تاکہ اللہ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔

❖ آیت 5

یعنی آیات کو نیچا دکھایاکا مطلب یہ ہے کہ اپنی خواہش، اپنی بات، اپنی رائے، اپنی logic اوپر رکھی اور اللہ کے حکم کو ایک طرف کر دیا۔

❖ آیت 8

اتنے دور ہیں کہ اب ان کو حق کی طرف، ہدایت کی طرف آنا بھی مشکل لگتاہے۔ ان کو ہدایت کی بات، اللہ کی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔

❖ آیت 10

تو داؤد علیہ السلام کا بہت بڑا مقام ہے پیغمبروں کی تاریخ میں اور یہاں اللہ تعالی اپنے فضل کا ذکر کر رہے ہیں وہ کیا فضل تھا؟

آپ کو نبوت عطاہوئی، بادشاہت عطاہوئی، بنی اسرائیل کی اصلاح کا اہتمام نصیب ہوا، انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے، جنگ میں بہادری دکھانے والے تھے، آپ پر نعمتیں وسیع کر دی گئیں تھیں خاص طور پر آپ کے دل میں لوہے کی زرہ بنانے کا فن القاء کر کے انہیں لوگوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ انہیں زبور عطاکی تھی، اچھی آواز عطاکی تھی، نیک کاموں میں لمبی عمر دینے کا فضل عطا کیا تھااور اس کے علاوہ بھی بہت زبردست فضائل ہیں آپ کے، ان میں خاص کر آپ کو سلیمان علیہ السلام جیسا بیٹا عطا کیا تھا۔

❖ آیت 11

یعنی نہ چھوٹی ہوں نہ بڑی ہوں کیلیں، کہ چھوٹی ہوں تو وہ صحیح طرح سے فٹ ہی نہ بیٹھیں اور بڑی ہوں تو ایسا نہ ہو کہ وہ ٹوٹ جائیں اور صحیح طور پر زرہ پہنی نہ جاسکے۔

جس کو یہ سمجھ آجائے کہ اللہ دیکھ رہاہے تو وہی دراصل اپنے اعمال درست کر سکتا ہے۔ کیونکہ کچھ چیزیں، کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب لوگ آپ کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آپ بڑے شریف بن جاتے ہیں لیکن کچھ مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی آپ کو نہیں دیکھتا۔

اب آپ اپنی اسکرین پر کس سے کیا باتیں کر رہے ہیں، کتنا ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور کتنا کام کی بات کر رہے ہیں یہ کوئی نہیں دیکھ رہا لیکن کون دیکھ رہا ہے؟ اللہ دیکھ رہاہے۔

یادرکھیے

ان چیزوں کو بعض اوقات ہم گناہ تصور نہیں کرتے کہ یہ بھی گناہ ہیں جو چھپ چھپ کر کیے جائیں، ایسے لوگوں کی پہاڑوں جیسی نیکیاں راکھ بنا کر اڑادی جائیں گی جو چھپ کر غلط کام کرتے ہیں۔

آپ دیکھیے کہ بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلنے والا لیکن ان کا نتیجہ کئی صورتوں میں نکلتا ہے اور انسان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ میرے اسی گناہ کی وجہ سے میرے ساتھ یہ ہو رہاہے۔ تو انسان کو شعوری طور پر اپنے سب غلط چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

❖ آیت12

یعنی صبح کے وقت سارے لوگ ایک کارپیٹ کے اوپر بیٹھ جاتے تھے اور وہ ان کو لیکر اتنی دور تک چلا جاتا تھا جس طرح ایک عام انسان ایک سواری کے اوپر ایک مہینے میں پہنچے اور پھر پچھلے پہر چلنا بھی ایک مہینے کی مسافت پر یعنی واپسی کا سفر بھی، ایک دن میں۔

موجودہ ٹیکنالوجی سے کئی گنا بہتر ٹیکنالوجی ان کے پاس تھی۔

اب آپ دیکھیے

آپ ایک مہینے کی مسافت پر جہاز سے بھی آج کے دور میں بھی جائیں تو شام کو اس فلائٹ سے واپس نہیں آسکتے۔ لیکن یہاں پر ان کے لیے اتنی سہولت رکھ دی گئی تھی اسی لیے بہت دور دور کے علاقے انہوں نے مسخر کیے۔

داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا گیا تھا وہ ان کے ہاتھوں میں اس طرح ملائم ہو گیا تھا جیسے کوئی موم ہوتی ہے اور جس سے وہ گھڑ کر جو چاہتے تھے وہ بنا لیتے تھے۔

اور یہاں سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبہ۔ یعنی دو بڑی دھاتیں۔

جنوں کے مسخر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے کام کرتے تھے۔

جو کام نہیں کرتا تھا اس کو سزا ملتی تھی۔

❖ آیت13

مثلاً: قلعہ، مجسمے اور حوض جتنے بڑے لگن اور ایک جگہ جمی رہنے والی دیگیں کیونکہ ان کے لشکر بہت بڑے تھے تو اتنی بڑی بڑی دیگیں ہوتی تھیں جن کو کوئی انسان ہلا نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کوئی انسان بنا بھی سکتا تھا اس دور میں، تو جنوں نے بنائی تھیں ان کے لیے۔

شکر کے طور پر عمل کونسا ہوتا ہے؟

جس میں اللہ کی اطاعت ہوتی ہے۔

یاد رکھیے

سورۃ شروع بھی ہوئی ہے الحمدللہ سے اور یہاں آل داوٗد کے شکر کا ذکر ہے۔

حمد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تعریف ہوتی ہے اور ایک شکر ہوتا ہے۔

شکر دل سے بھی، شکر زبان سے بھی اور شکر اعضاء کے ساتھ بھی۔

❖ آیت14

سبحان اللہ اتنے بڑے بڑے جن تھے لیکن علم غیب نہیں جانتے تھے کہ سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ وہ جس طرح ان کو watch کرتے تھے اور کھڑے ہو کر ان کی supervision کرتے تھے وہ اسی طرح کھڑے تھے، جن ان کے آگے لگے ہوئے تھے، کھپے ہوئے تھے اور وہ کھڑے رہے، کھڑے رہے، جنوں کو نہیں پتہ چلا کہ ان کی روح جا چکی ہے کہ فوت ہو چکے ہیں اتنے میں جو لاٹھی تھی جس پر وہ ٹیک لگا کر کھڑے تھے زمین کے کیڑے یعنی گھن نے اس کو کھانا شروع کیا اور کھوکھلی ہو کر ٹوٹ کر جب گری تو جنوں کو پتہ چلا کہ سلیمان علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

بڑا زبردست سبق ہے اس میں

بعض لوگ جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے ہیں تو اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ جن غیب نہیں جانتے اِلَّا یہ کہ جا کر کوئی چیز دیکھ کر مشاہدے میں ہو تو اس جگہ پہنچ جائیں تو اور بات ہے لیکن مستقبل کی خبریں ان سے پوچھنا یہ درست نہیں۔ کیونکہ اگر وہ بتاتے بھی ہیں تو بہت جھوٹ بولتے ہیں۔

جیسے حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ

وہ اوپر جاتے ہیں اور پھر وہاں سے کوئی سن گن لے آتے ہیں اور پھر کاہن کو بتاتے ہیں اور وہ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں عام کر دیتا ہے بات کو۔

❖ آیت15

یہ قوم سباؔ ہی تھی جس کی ملکہ بلقیس تھی۔

یعنی جہاں وہ رہتے تھے وہاں باغات تھے۔

❖ آیت16

نعمتوں پر شکر ادا نہیں کیا۔

سارے باغ تباہ ہو گئے اور اس کے بعد بیکار چیزیں بچیں، یہ ہوتا ہے ناشکری کا انجام۔

یعنی شکر سے اعراض یا منہ موڑنا نعمت کو بدل دینے کا سبب بن جاتا ہے، اس لیے جتنی بھی نعمتیں ہیں ان پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے چاہے وہ ظاہری نعمتیں ہیں یا باطنی نعمتیں ہیں۔ چاہے آپ کو نظر آتی ہیں، سمجھ آتی ہیں یا نہیں آتیں، تو اس طرح بھی دعا کرنی چاہیے کہ

یا اللہ میں جن نعمتوں کو جانتی نہیں ان پر بھی تیرا شکر ہے۔

❖ آیت17

ناشکری نعمت کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

خاص طور پر خواتین کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ وہ شکر گزار نہیں ہوتیں یعنی شوہروں کی تو بندوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہیے۔

من لم يشكر الناس لم يشكر الله

جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا بھی نہیں کرتا۔

❖ آیت18

یعنی فلسطین کی بستی۔

کھلے راستے پر کئی بستیاں آباد کر دی تھیں یعنی پوری شاہراہ جو یمن سے فلسطین کی طرف، شام کی طرف جاتی تھی وہ پورا راستہ آباد تھا۔

مختلف spots تھے جن پر لوگ آکر اپنی بریک لیتے تھے۔

❖ آیت19

یاد رکھیے

کہ بعض اوقات جب نعمتیں بہت عام ہو جاتی ہیں تو ہم for granted لینے لگتے ہیں ہم سوچتے ہیں کہ یہ شاید ہمارا ہی کمال ہے اور ہم محنت کرتے ہیں تو اس لیے ہمیں یہ سب کچھ ملا ہوا ہے اچانک آن کی آن میں سب کچھ تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے تو اس لیے کبھی غصے میں آکر، کبھی تکلیف میں کوئی منہ سے ایسا کلمہ نہ نکالیں کہ جو نعمتوں کو ختم کرنے کا باعث بنے۔ بعض اوقات کوئی بیمار ہے یا کوئی غصے میں آپ اس کو کوئی نعمت دیتے ہیں وہ اٹھا کر پھینک دیتا ہے تو یہ بھی ناشکری کا ایک حصہ ہے۔ بعض اوقات کہتے ہیں نہیں چاہیے مجھے، بعض اوقات یہ کہتے ہیں یہ بڑی نعمت ہے تو کہتے ہیں ہو گی نعمت نعوذ باللہ، ایسے الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

کیونکہ ویسے تو ہم سوچتے ہیں کہ ہم تو کبھی ناشکری نہیں کرتے ہم تو جو بھی نعمت ہو شکر ہی ادا کرتے ہیں لیکن یہ ناشکری کیا ناشکری ہے؟

یہ ناشکری غصے کے وقت منہ سے نکلے ہوئے الفاظ، غم کے وقت منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہوئے یا پھر کسی بھی موقع پر اکڑ کر منہ سے نکلے ہوئے الفاظ۔

کسی بھی نعمت کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے، حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

❖ آیت20

اصل میں جب ابلیس نے کہا تھا کہ مجھے مہلت دی جائے میں سب لوگوں کو بہکاؤں گا تو اس کو اتنا یقین نہیں تھا کہ شاید سب ہی بہک جائیں گے لیکن اس کا گمان تھا کہ میں یہ کام کر سکوں گا اور اس کے گمان کی تصدیق ان لوگوں نے کر دی۔ کہ اس نے اپنا وار چلایا اور وہ چل گیا جس کا اس کو خود نہیں پتہ تھا۔

اور شیطان قیامت کے دن اپنے خطبے میں کیا کہے گا۔

میں نے وعدہ کیا تھا لیکن میں نے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہیں تھا۔**وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ**(ابراہیم22)

✧ حسن بصری کہتے ہیں:

شیطان نے ان پر نہ تو تلوار لہرائی، نہ تو لاٹھی برسائی صرف ان سے وعدہ کیا اور ان کو آرزوئیں دلائیں تو وہ دھوکہ میں پڑ گئے۔

اور جو اس نے سوچا تھا یا imagine کیا تھا کہ میں اس طریقے سے بہکالوں گا تو اس کا وار چل گیا۔

یاد رکھیے

ہم جو ہر چیز کا blame شیطان کو دے کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں تو اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے کہ ہم اس کو کتنا جسٹیفائی کر سکتے ہیں۔

شیطان بہکاتا ہے لیکن وہ ہمیں پکڑ کر کسی غلط رستے پر نہیں لے جا سکتا وہ انسان کی اپنی مرضی ہوتی ہے اور ہم بعض اوقات ہنستے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ وہ شیطان غالب آ گیا تھا تو اس لیے میں نے کیا۔

استغفراللہ یہ اتنے ڈرنے کی بات ہے آپ اتنے کمزور پڑ گئے اور آپ کا ایمان اتنے نچلے درجے پر چلا گیا کہ شیطان نے آپ کر کنٹرول کر لیا possess کر لیا اور اپنی مرضی کروالی۔ اگر آپ نے شیطان کی مرضی مان لی تو وہ لے کر کہاں جائے گا تو یہ بات کہہ کر بھی شیطان کو خوش نہ کیا کریں کہ وہ شیطان مجھ پر آ گیا تھا نہیں شیطان کو آنے کیوں دیا تھا۔ وہ ہر وقت آس پاس ہوتا ہے لیکن ہمیں اس کو اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہہ کر اسے دفع ہی کرتے رہنا چاہیے۔

❖ **آیت 21** کہیں شاہد کی بات ہے کہیں نگران کی بات ہے۔

❖ **آیت 22**

غیر اللہ کے سہارے مکڑی کے جالوں کی طرح کمزور ہیں۔ ان کے پاس کوئی اختیار اور طاقت نہیں اس لیے ان سے کچھ مانگنے کی بجائے، انہیں پکارنے کی بجائے، اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اپنی مشکلات میں۔

❖ **آیت 23**

تو اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ

فرشتے بھی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتے۔

✶ نبی ﷺ بھی جب اللہ تعالی سے سفارش کی اجازت لیں گے تو اس سے پہلے اللہ تعالی کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑیں گے پھر دیر تک سجدے میں ہی رہیں گے اور اللہ تعالی کی حمد کے ایسے کلمات کہیں گے جو پہلے کبھی نہ کہیں ہوں گے اور پھر اللہ تعالی فرمائیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، مانگو دیا جائے گا تو آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤنگا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں اس کے مطابق جہنم سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

(جہنم میں جا چکے ہوں گے وہاں سے نکال کر جنت میں لے جاؤں گا سفارش کی وجہ سے)

ایک منٹ کی آگ نہیں برداشت ہوتی تو اس امید پر کہ نبی ﷺ سفارش کروالیں گے اور نکل ہی آئیں گے تو اب کوئی بات نہیں یہاں دنیا کے کام تو چلاؤ غلط طریقے سے ہوتے ہیں تب بھی۔ نہیں حتی الوسع غلط کاموں سے بچنا چاہیے۔

انسان ہونے کے ناطے بھول چوک ہوتی ہے، نا سمجھی ہوتی ہے، ہو جاتے ہیں غلط کام تو ان کو undo کر لینا چاہیے توبہ کر کے۔

❖ آیت 28

نبی ﷺ کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے باقی تمام انبیاء کے مقابلے میں ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور آپ ساری انسانیت کے لیے، قیامت تک کے لیے، سب کے لیے رسول ہیں۔

❖ آیت 31 تم نے ہمیں بہکایا۔

❖ آیت 32

جب تمہارے پاس ہدایت آگئی تھی تو کیا ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا اب کوئی بھی ذمہ داری نہیں لے گا اور بات بھی یہی ہے۔

ہدایت تو ہمارے پاس آچکی ہے قرآن و سنت ہمارے پاس موجود ہے پھر ہم کیوں دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں اور علم کیوں نہیں حاصل کرتے، خود کیوں نہیں معلوم کرتے کہ کیا درست ہے اور کیا نہیں۔

بَلۡ كُنتُم مُّجۡرِمِينَ

تم خود ہی نہیں چاہتے تھے کہ ہدایت کی راہ پر چلو۔ تو اس لیے تم نے ہمارا سہارا لے لیا کہ یہ بھی غلط کر رہے ہیں ہم بھی کر لیں گے تو کیا ہو جائے گا لیکن آج ہم بھی پکڑے ہوئے ہیں اور تم بھی پکڑے ہوئے ہو۔

❖ آیت 35

یہ بھی انسان کی ایک بہت بڑی بھول ہے جب دنیا کی نعمتیں زیادہ مل جاتی ہیں، مال بھی زیادہ ہے اولاد بھی ہے اور قابل اولاد ہے تو انسان کہتا ہے کہ اللہ تو مجھ سے بڑا ہی راضی ہے اب میں جو جی چاہے کروں پھر وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے، اس دھوکے میں انسان کبھی نہ رہے کہ اگر دنیا کا مال زیادہ ملنے لگے تو انسان بھول جائے کہ کہیں وہ اللہ کا پیارا ہے اور اب اس سے پوچھ نہیں ہو گی۔

❖ آیت 36

یعنی یہ تو رب کا فیصلہ ہے۔ کسی کو مال زیادہ دیا ہے تو اللہ نے اپنے جناب سے دیا ہے اسے انسان کو اپنی قابلیت نہیں سمجھنا چاہیے۔

قارون نے سمجھا تھا کہ اس کو اپنی قابلیت کی بنا پر مال ملا

قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلۡمٍ عِندِيٓۚ

میں تو علم کی بناء پر دیا گیا ہوں جو مجھے ملا ہے۔

اگر کوئی شخص اس زعم میں رہے کہ میرے علم کی بناء پر ہی مجھے سب کچھ ملا ہے تو یہ بھی ایک دھوکہ ہے جب تک اللہ کا اذن نہ ہو انسان کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

بہت سارے علم والے ڈگریاں لیے پھرتے ہیں لیکن رزق سے محروم ہیں۔

❖ آیت37

یعنی اگر تمہاری مال و اولاد زیادہ ہے، وافر اور قابل ہے تو یہ کوئی criteria نہیں کہ تم اس کی وجہ سے اللہ کے بہت قریب ہو۔

ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو وہ مقرب بن سکتا ہے۔

جو ایمان لا کر نیک عمل کرتا ہے پھر وہ اپنی اولاد کو بھی نیکی کے رستے پر لگاتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے، اپنے مال کو بھی دین کے رستے میں خرچ کرتا ہے، اللہ کی رضا کے کاموں میں خرچ کرتا ہے، اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں خرچ نہیں کرتا، اسراف نہیں کرتا، فضول خرچی نہیں کرتا تو وہ مال بھی اس کو اللہ کا قرب عطا کرتا ہے۔

دگنا کیوں ملے گا؟

کیونکہ ایک تو اپنے عمل کا اور ایک اپنے مال و اولاد کو نیک کاموں میں لگانے کا۔

❖ آیت38

یعنی آیات پر تنقید کرتے رہتے ہیں ان کے معنی بدلتے رہتے ہیں ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس نے اجازت دی تھی کہ تم ان کو اپنے من مانے مطلب پہناؤ یا لوگوں کی نگاہ میں کم کر دو۔

❖ آیت39

تو رزق کس سے مانگنا چاہیے؟

اللہ سے مانگنا چاہیے۔

اور جس کے لیے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے یعنی زیادہ ہونے کے بعد پھر کم کر دیتا ہے۔

یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ انسان جب سے پیدا ہوا ہے خرچ ہی کر رہا ہے اپنے اوپر، کیا جتنا آج تک خرچ کیا ان سب کو جمع کر لیا جائے کسی طریقے سے اس کا حساب لگایا جائے، کیا وہ پیدائش کے وقت آپ کے اکاؤنٹ میں جمع تھا؟ نہیں جمع تھا۔

جوں جوں آپ آگے بڑھتے گئے اللہ تعالیٰ آپ کے لیے رزق کے اسباب پیدا کرتا رہا اور آپ اپنے اوپر اور دوسروں کے اوپر خرچ کرتے رہے آئندہ مستقبل میں بھی انسان کو محنت کوشش کر کے رب سے رزق مانگتے رہنا چاہیے لیکن پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

خرچ کرنے پر مختلف طریقوں سے بدلہ مل جاتا ہے یعنی جب آپ نکالتے ہیں تو کس طرح آپ کے اوپر لوٹتا ہے؟

کبھی اتنا ہی واپس آجاتا ہے جو آپ نے کسی کو دیا ہوتا ہے، کبھی اس سے بھی زیادہ آتا ہے ہو سکتا ہے اخلاص زیادہ ہو، کبھی اس کے عوض مال تو دنیا میں نہیں واپس آتا لیکن ثواب آپ کو مل جاتا ہے اور آخرت کے لیے وہ مال ذخیرہ ہو جاتا ہے۔

قبولیت کے وعدے میں خرچ کرنے کا حال دعا کی طرح ہے کبھی دعا فوراً دنیا میں ہی سن لی جاتی ہے، کبھی ذخیرہ کر لی جاتی ہے، کبھی انسان مال خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو صحت عطا کر دیتا ہے۔

ایک خاتون بہت بیمار تھیں انہوں نے کنواں کھدوایا تو وہ بیماری سے نکل آئیں تو اسی طرح کے واقعات سنتے رہتے ہیں کہ کوئی خاص کام کیا، کسی خاص چیز میں خرچ کیا، بعض اوقات ایک نہیں کئی کنوئیں آپ کھدواتے ہیں لیکن اثر نہیں بھی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے زیادہ بہتر کہ آپ کو آج سے زیادہ کل اس کی ضرورت ہے آخرت میں زیادہ ضرورت ہے وہ آخرت کے لیے جمع کر لیتا ہے اور لوگ اس نکتے کو نہیں سمجھتے مایوس ہو جاتے ہیں کہ ہم دعائیں کرتے ہیں کرتے ہیں، خرچ کرتے رہتے ہیں، صدقہ کرتے رہتے ہیں، لیکن پھر بھی کوئی مصیبت آجاتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ حدیث کہاں گئی کہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے، پھر یہ کیوں آگئی۔ تو یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وقتی طور پر آزمائش میں مبتلا کر کے کل قیامت کی بڑی بڑی بلاؤں کو ٹال دے گا اسی صدقہ کی وجہ سے۔ لیکن ہم چونکہ صرف دنیا دیکھ رہے ہوتے ہیں، آخرت کو نہیں دیکھتے تو اس لیے ہم اس کو سمجھتے ہی کچھ نہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدقہ خیرات کی وجہ سے نسلوں کے اندر خیر جاری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اپنے مخلوق کے بارے میں بڑے بڑے راز ہیں ہمیں اس کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اس کے راستے میں کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہنا چاہیے اور نیکی کے جتنے بھی کام ہیں سب میں کچھ کچھ حصہ ڈالنا چاہیے ہمیں نہیں معلوم کونسا پروجیکٹ، کونسا بیج کتنا flourish کر کے کتنا زیادہ بارآور ہو جائے۔

یاد رکھیے

یہ خرچ صرف صدقہ ہی نہیں بڑھاتا بلکہ پیچھے ہم نے پڑھا کہ جو زکوۃ بھی اللہ کے چہرے کی خاطر دیتے ہیں تو وہ اپنے اجر کو بڑھانے والے ہیں۔

وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا، صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، قیامت کے دن ہر انسان اپنے صدقہ کے سایے میں ہو گا۔ جب کہ سورج بہت قریب ہو گا تو انسان کے اوپر جو umbrella ہو گا وہ اس کے اپنے ہی صدقہ کا ہو گا لیکن فضول خرچی کرنے پر انسان کو اللہ کی طرف سے کچھ بھی بدلہ نہیں ملے گا۔

❖ آیت 46

زیادہ deep thinking اس وقت ہوتی ہے جب انسان یا تو اکیلا ہوتا ہے یا دو لوگ ہوتے ہیں، جب بہت زیادہ crowd جمع ہو جاتا ہے تو بات پھیل جاتی ہے تو آپ گہرائی میں نہیں جاسکتے۔ اس لیے اہم باتوں پر میٹنگز بہت چھوٹی ہونی چاہیے کم لوگوں پر مشتمل ہونی چاہیے تاکہ انسان مختلف پہلوؤں پر غور کر سکے۔

سورۃ فاطر

❖ آیت 1

ہم نے تو فرشتوں کو نہیں دیکھا لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کی بھی description ہمیں بتادی ہے۔ کہ ان میں بھی درجات ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کے تو 600 پر تھے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ کے پاس جبرائیل کو دیکھا ان کے 600 پر تھے جن سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

ان کے پروں میں طاقت بھی ہوتی ہے پرندوں کے پر تو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں، feather ہلکی چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن فرشتوں کے پر بڑے مضبوط ہوتے ہیں۔

زم زم کے کنوئیں کے بارے میں آتا ہے کہ فرشتے نے اپنی ایڑی یا اپنے پر سے زمین میں گڑھا کر دیا تھا جس سے پانی ابل آیا۔

اسی طرح قوم لوط کی بستی کو جبرائیل علیہ السلام نے پر کے ایک نکڑ سے اٹھا کر اوپر سے نیچے پھینک دیا تھا۔۔

❖ آیت 2

اس لیے کیا کرنا چاہیے۔

يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

کہہ کر اُس کو پکارنا چاہیے۔

کہتے ہیں کہ فلاں کے لیے دعا کرو اس کی قسمت کھل جائے تو یہی ہوتا ہے قسمت کھلنے میں کہ کاروبار لگ جائے یا شادی ہو جائے یا اور یہ کہ اللہ کی رحمت ہو جائے جب اللہ کی رحمت آجاتی ہے تو کوئی رکاوٹ رکاوٹ نہیں رہتی۔

❖ آیت 3 یعنی اللہ کو بھول کے کسی اور کو پکاروگے کوئی اور کام آئے گا؟

❖ آیت 5

دنیا کی زندگی کا دھوکہ کیا ہے؟

کہ جب نعمتیں ملتی ہیں اس کو پاکر انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ ہمیشہ میرے پاس رہیں گی لیکن ان میں تبدیلی ہوتے دیر نہیں لگتی۔ یعنی دنیا میں کھو کر نہ رہ جانا۔

اللہ کے بارے میں دھوکہ کیا ہوتا ہے؟

جو مرضی کرلو اللہ تو غفور و رحیم ہے۔ اور اللہ تعالی کی دوسری صفات ہم بھول جاتے ہیں۔

❖ آیت 6

شیطان کی دشمنی سوچ پر ہے سب سے پہلے وہ سوچ پر حملہ آور ہوتا ہے، دل پر حملہ آور ہوتا ہے، انسان کی سوچ کو بگاڑتا ہے اور جب انسان کی سوچ بگڑ جاتی ہے تو اس کی گفتگو بھی خراب ہو جاتی ہے اور اس کے عمل بھی غلط ہو جاتے ہیں تو اس لیے شیطان سے بچ کر رہنے کی بات کی گئی ہے۔

بندہ اللہ کی اطاعت کرے شیطان کی اطاعت نہ کرے۔

❖ آیت 10

بعض اوقات انسان اپنی عزت بنانے کے لیے جھوٹے کام بھی کرتا ہے، دھوکہ دیتا ہے، منافقت کرتا ہے لیکن یہ بھول جاتا ہے کہ عزت کا مالک اللہ ہے۔ اللہ ہی دے گا تو ملے گی۔ اس لیے اللہ کو راضی کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب اللہ راضی ہو جاتا ہے تو وہ جبرائیل علیہ السلام کو منادی کر کے کہتا ہے کہ میں فلاں سے راضی ہوں اور فلاں سے محبت کرتا ہوں تو تم بھی اس سے محبت کرو تو وہاں سے یہ سب کچھ آتا ہے۔

پاکیزہ کلمات کونسے ہیں؟

اچھی باتیں سبحان اللہ، الحمدللہ، تسبیحات، ذکر

اور صالح عمل انہیں اوپر اٹھاتا ہے۔۔۔

یاد رکھیں

خالی باتیں بھی کافی نہیں ہوتیں جب تک عمل نہ ہو، عمل اوپر لے جائے گا ان کو گویا ذکر بھی اس وقت زیادہ فائدہ مند ہے یا فائدہ دیتا ہے جب انسان عمل بھی اچھے کرے۔

کیونکہ بعض اوقات ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا یہ وظیفہ کیا ہمارا کوئی وظیفہ کام نہیں آیا، کہتے ہیں نا لوگ؟ کبھی سوچا ہم نے وظیفہ کے ساتھ نماز بھی تو پڑھنی تھی، یعنی ہماری بہت ساری مشکلات کے پیچھے وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم اپنی نمازوں کی صحیح حفاظت نہیں کر رہے ہوتے، پابندی نہیں کر رہے ہوتے، اس سے گھروں میں نحوست ہوتی ہے، مشکلات آتی ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، پھر ہم نمازیں پڑھنے کی بجائے وَٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ بجائے وظیفہ شروع کر دیتے ہیں اور جب ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو دین سے ہی باغی ہو جاتے ہیں۔ تو یہ بہت اہم بات ہے کہ پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور صالح عمل انہیں اوپر اٹھاتا ہے یعنی قبولیت بھی تب ہی ہو گی۔

❖ آیت 11 مرد اور عورت کی شکل میں جوڑے جوڑے بنایا۔

یعنی عمر زیادہ کرنا یا کم کرنا یہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔

❖ آیت 12

تو ایسے انسانوں کے بھی دو قسمیں ہیں۔ ایسے حالات بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ یعنی فائدہ دونوں سے ہی پہنچتا ہے۔ بعض اوقات جو لوگ ہمیں تکلیف دیتے ہیں ان سے فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔

❖ آیت13

غیر اللہ کی اتنی بھی ملکیت نہیں۔ پھر آپ کہیں گے کہ یہ جو ہمارے پاس سب کچھ ہے یہ ہماری ملکیت ہے نہیں! اصل میں اس کا مالک بھی اللہ ہی ہے یہ وقتی طور پر ہمارے ہاتھ میں ہے۔

❖ آیت14

پتھر کے بت کہاں سے سنیں گے ؟۔ قبر میں پڑے ہوئے مردے کہاں سے سنیں گے ؟یعنی تمہارا مطالبہ پورا نہیں کر سکتے۔ تمھاری مدد نہیں کر سکتے۔ جو اللہ نے خبر دی ہے اس پر یقین کر لو کہ حالات اور معاملہ ایسا ہی ہے۔

❖ آیت15

انسان کوئی بھی ہو پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو، جاہل ہو یا عالم ہو، غریب ہو یا فقیر ہو، مرد ہو یا عورت ہو، بوڑھا ہو یا جوان ہو، سب اللہ کے محتاج ہیں۔ ہم سب محتاج تھے دنیا میں آتے وقت بھی کہ اللہ نے پیدا کیا، زندگی دی تو یہ زندگی ملی اور آج یہ روح ہمارے اندر ہے۔ کہ ہم چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، بولتے، سنتے، سمجھتے ہیں اور اگر اللہ یہ روح نکال کر لے جائے تو بھی ہم اللہ کے محتاج ہیں کیونکہ وہی جیسا چاہے گا معاملہ کرے گا اور قیامت کے دن بھی اللہ ہی کے محتاج ہیں۔ تو ہر حال میں اور ہر موقع پر اللہ کی محتاجی ہے۔ وہی پار لگائے تو پار لگ سکتے ہیں تو اس لیے اللہ کے سامنے عاجز ہی رہنا چاہیئے۔ اللہ کو تمہاری ضرورت نہیں تمہیں اللہ کی ضرورت ہے۔

❖ آیت18

ہر شخص کو قیامت کے دن اپنے گناہ خود اپنے اوپر ہی لادنے ہوں گے۔ اگر چہ وہ اس کا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو رشتہ دار،، ماں باپ، بہن بھائی، اولاد۔ کوئی بھی انسانوں کے گناہوں کو اپنے سر پر نہیں اٹھائے گا انسان کو خود ہی اٹھانا ہو گا۔

وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِۦ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ ٱلْمَصِيرُ ہم اپنی بری عادتیں چھوڑیں یا نہ چھوڑیں، ہم اپنے دل کا تزکیہ کریں یا نہ کریں واپسی تو اللہ کی طرف ہے۔

توکامیاب کون ہے ؟(قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ۔۔۔ کامیاب ہو گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کر لی)۔

یادرکھیے

قیامت کے دن بیٹا بھی ماں باپ کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دے گا۔

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ باپ اور ماں اپنے بیٹے کو ملیں گے تو کہیں گے بیٹے میرے کچھ گناہ اپنے سر پر لے لو۔ وہ کہے گا میں ایسا نہیں کر سکتا جو گناہ میرے اوپر ہیں وہی مجھے کافی ہیں۔ تو اگر اولاد ہی کام نہیں آئے گی تو دوسرے کہاں سے کام آئیں گے ؟

❖ آیت22

یعنی اللہ تعالیٰ تو مردے کو بھی سنا سکتا ہے اپنی بات لیکن ایک عام انسان مردوں کو نہیں سنا سکتا۔

آپ دیکھیں قبر میں جانے سے پہلے مردہ جب کفن لپیٹے پڑا ہوتا ہے لوگ شکل دیکھ رہے ہوتے ہیں اس سے سو سوال بھی کریں سو بات بھی کریں تو کیا ہوتا ہے؟ کیا وہ بولتا ہے؟ کیا وہ جواب دیتا ہے؟ کیا وہ کچھ کرتا ہے اٹھ کر؟ کچھ بھی نہیں۔ تو یہ کیسے ہو گیا کہ جونہی وہ قبر کے اندر پہنچے منوں مٹی اس کے اوپر پڑ گئی تو وہ بولنا شروع ہو گئے۔

❖ آیت 27

اللہ تعالیٰ کائنات کی نشانیاں دکھا رہا ہے۔

یعنی یہ کائنات جو ہے یہ اختلاف پر قائم ہے۔ اس میں ورائٹی ہے۔ اس میں differences ہیں۔ اس میں contrast ہیں۔ اس میں contradictions ہیں۔ تو جو شخص یہ سمجھے کہ مجھے ان میں سے کسی چیز کا سامنانہ کرنا پڑے اور میری زندگی smooth ہو جائے جو میں چاہوں ویسے ہی میری زندگی ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔

❖ آیت 28

تو حقیقی عالم وہی ہوتا ہے جو اللہ کی معرفت کا علم رکھتا ہے۔ جو اللہ کو پہچانتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور اسکی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ تو اصل علم وہی ہے جو اللہ کی خشیت پیدا کرے۔

✧ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زیادہ علمی گفتگو کرنے کا نام علم نہیں بلکہ علم خشیت کا نام ہے۔

✧ مسروق کہتے ہیں کہ آدمی کے عالم ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔ اور آدمی کے جاہل ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر خود پسندی اور غرور ظاہر کرے۔

✧ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو علم کا طالب ہو اس پر لازم ہے کہ وہ وقار، سکینت اور خشیت کو اپنائے۔

تین چیزیں ہمارے اندر ہونی چاہیئے۔ وقار جیسے شروع میں پڑھا کہ بات کرتے ہوئے بھی ایک وقار ہونا چاہیئے۔ سکینت ٹھہراؤ، جلد بازی نہیں panic نہیں اور خشیت اللہ کا ڈر۔ ڈر یہ نہیں کہ انسان حواس باختہ نظر آئے ہر وقت۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس ڈر کی وجہ سے غلط کام چھوڑ دے۔

❖ آیت 29

یہ وہ بزنس ہے کہ جس میں کوئی نقصان ہے ہی نہیں۔

تو یہاں تلاوت کی فضیلت بھی بتائی گئی ہے کہ تلاوت کرنے سے بھی انسان آخرت میں کامیاب ہو جائے گا کیونکہ تلاوت سے اور کچھ نہیں لیکن ثواب تو حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر تلاوت کا میں پہلے ہی مطلب بیان کر چکی ہوں کہ اس کا تتبع، اس میں غور و فکر، سمجھ کر پڑھنا اور پھر تلاوت یعنی بار بار پڑھتے جانا۔ ایک دفعہ ختم ہو جائے تو پھر شروع کر دینا، پھر شروع کر دینا۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن روز قیامت اس آدمی کے روپ میں آئے گا جس کا رنگ اڑا ہوا ہو گا اور وہ اپنے ساتھی سے پوچھے گا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟

پھر قرآن کہے گا کہ میں وہی ہوں جو تجھے راتوں کو بیدار اور دوپہروں کو پیاسا رکھتا تھا یقیناً ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا تھا اور آج میں ہر تاجر کو چھوڑ کر تیرے لیے ہوں پھر اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہیشگی دے دی جائے گی"۔

تو اس لیے انسان کو قرآن پڑھتے رہنا چاہیئے اور اتنا پڑھنا چاہیئے کہ واقعی منہ سوکھ جائے اور قرآن دل کی بہار اور غم کو دور کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ جیسے وہ دعا سکھائی گئی ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کو جب بھی کوئی دکھ یا غم لاحق ہو تو وہ یہ کلمات کہہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کا غم دور کر دیں گے، دکھ دور کر دیں گے اور اس کی جگہ کشادگی پیدا کر دیں گے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم اس دعا کو سیکھ نہ لیں؟ فرمایا۔ کیوں نہیں! جو بھی اس دعا کو سنے اس کے لئے مناسب ہے کہ اسے سیکھ لے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْل فِیَّ قَضَاؤُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِیْ كِتَابِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ

اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں تیرے بندے کا بیٹا اور تیری باندی کا بیٹا، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میری ذات پر تیرا ہی حکم چلتا ہے، میری ذات کے متعلق تیرا فیصلہ عدل وانصاف والا ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، جس کو تو نے اپنے لیے خود تجویز کیا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام سکھایا، یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنے پاس علم غیب میں ہی اسے محفوظ رکھا کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم میں روشنی اور میری پریشانی کی دوری کا ذریعہ بنا دے۔

یہ دعا وایاک نستعین میں رنج وغم کی دعاؤں میں موجود ہے۔ الگ سے کارڈ بھی موجود ہے۔ تو ہم میں سے کون ہے جو رنج وغم کا شکار نہ ہوتا ہو۔ اور کچھ لوگ زیادہ دیر شکار رہتے ہیں اور تھوڑی دیر آرام پاتے ہیں تو انھیں کثرت سے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیئے۔

❖ آیت32

اس کتاب کا وارث یعنی اس کتاب کو پڑھنے والے، اس کتاب کو سمجھنے والے، اس کتاب کی خدمت کرنے والے، اس کتاب پر ایمان لانے والے۔ پھر ان میں سے کوئی تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والا یعنی گناہ کرنے والا ہے

کوئی میانہ رو ہے یعنی درمیانی چال چلتا ہے۔

تو ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهِۦ کون ہے؟ جس کا پہلے ذکر کیا گیا جو نافرمانیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ قرآن کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

اور مُّقۡتَصِدٌ جو درمیان میں ہے۔

اور سَابِقُۢ بِٱلۡخَيۡرَٰتِ جو سنتا ہے وہ کر گزرتا ہے۔ سباق عربی زبان میں دوڑ لگانے کو کہتے ہیں۔ تو سابق وہ ہے جو دنیا میں اللہ کے راستے پر دوڑ رہا ہے، دوڑ رہا ہے، دوڑ رہا ہے۔ دوڑتے دوڑتے آخرت میں بھی پل صراط پار کر کے اللہ کی جنت میں پہنچ جائے گا۔ تو یہ اعلیٰ درجے کے لوگ ہیں۔

اب آپ بھی کتاب کے وارث ہیں۔ آپ کو بھی اللہ نے کتاب سے روشناس کرادیا۔ **سوچیں آپ کس درجے پر ہیں؟**

درمیانی چال چل رہے ہیں یا تیز دوڑ رہے ہیں صرف جو کر رہے ہیں اسی پر راضی نہیں، اور کرنے کی تمنا رکھتے ہیں اور کوشش میں بھی لگے رہتے ہیں اور جو بھی حکم ملتا ہے اس پر عمل کی کوشش کرتے ہیں۔

کیونکہ درمیان میں انسان کبھی اِدھر لڑھکتا ہے کبھی اُدھر لڑھکتا ہے لیکن اگر دوڑ لگانے کی سوچیں تو ان شاء اللہ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اگر سابقون میں سے اللہ نہ کرے، نا بھی سہی، تو ظالموں میں نہ شمار ہوں۔ ظالم وہ ہوتا ہے جو حق نہیں دیتا کسی کا۔ تو جو کتاب کا حق نہیں دیتے وہ ظالم شمار ہوتے ہیں۔

❖ آیت33

جنت میں ان کو خوبصورت بنایا جائے گا۔ زیورات پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔ دنیا میں یہ دونوں چیزیں مردوں کیلئے حرام ہیں لیکن جنت میں حلال ہوں گی اور عورتوں کے لیے obviously ہوں گی ہی۔

❖ آیت34

وہاں پہنچ کر وہ کہیں گے الحمد للہ۔ سورہ فاطر کے شروع میں بھی الحمد للہ آتا ہے۔ مومن جو ہے وہ دنیا میں غم سے کم ہی چھٹکارا پاتا ہے کیونکہ ایک کے بعد ایک مشکل بھی آتی رہتی ہے اور دوسرے یہ کہ جتنا وہ پڑھتا چلا جاتا ہے اتنی خشیت بڑھتی ہے تو پھر اس کو غم یہ لگ جاتا ہے کہ میں اللہ کا حق ادا نہیں کر رہا۔ تو یہ حقیقی معنوں میں جو غم ہے جنت میں ہی جا کے دور ہوگا۔ تو اس لیے اسکی کوشش کرنی چاہیئے۔ دنیا میں کبھی زیادہ کبھی کم، کبھی انسان کا دل زیادہ اچھا ہو جاتا ہے کبھی نہیں بھی ہوتا۔ قلب الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے لیکن یہ کہ غم تو حقیقی معنوں میں وہیں ختم ہوگا۔ وہیں جا کر کہیں گے شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

مومنوں کو کون سے غم لگے ہوتے ہیں؟

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: جہنم میں گرنے کا غم کہ کہیں پل صراط سے پھسل کر نیچے نہ جا گریں۔

✧ قتادہ کہتے ہیں: موت کا غم یعنی جو کچھ بھی کرتے ہیں انھیں موت نہیں بھولتی۔ تو وہ اس کو سامنے رکھ کے دنیا کا کام کرتے ہیں۔

✧ مقاتل کہتے ہیں کہ: وہ اس بات کا غم کرتے ہیں کہ انھیں یہ نہیں پتہ تھا کہ اللہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ کیا بنے گا ہمارا؟ ہماری نیکیاں قبول ہوں گی یا نہیں؟

✧ عکرمہ کہتے ہیں: برائیوں اور گناہوں کا غم۔ اللہ بہت قصور کر لیے اور نیکیوں کے ضائع ہونے کا خوف۔

تو جو ایمان والے ہوتے ہیں انکے دلوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ جو دنیا میں غم کریں گے وہ جنت میں غم سے آزاد ہو جائیں گے۔ اور جو دنیا میں بے خوف ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں انھیں کل پشیمانی کا سامنا ہوگا۔ لہذا دنیا میں ایک مومن conscious، محتاط، فکر مند، الرٹ ہو کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کے برعکس جہنمیوں کے لیے جب موت کو ذبح کر دیا جائے گا تو ان کے غم میں اضافہ ہو جائے گا۔ اتنا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ مر سکتے غم سے تو مر جاتے۔ تو یہ بہت بڑا فرق واقع ہو جائے گا ایمان والوں کا اور نہ ماننے والوں کا۔

❖ آیت35

دنیامیں جو جتنابڑاگھر اتنازیادہ کام، اتنی زیادہ تھکاوٹ، لیکن جنت جتنی بھی بڑی ہے اسکے اندر جاکے کوئی کام نہیں کرناپڑے گا۔ وہ کام اب کر رہے ہیں آپ اس وقت یہاں محنت کر کے آگے بھیج رہے ہیں جب آگے جائیں گے تو صرف عیش و عشرت ہی ہو گی۔

❖ آیت36

ایک طرف شکر گزاری ہے اور دوسری طرف ناشکری ہے۔ کفر کا معنٰی انکار بھی ہو تا ہے اور ناشکری بھی ہوتی ہے۔

❖ آیت37

ایمان کی کتنی قیمت ہے؟ کتنی ویلیو ہے؟، کتنافائدہ ہے؟ وہ آج ہمیں سمجھ نہیں آتا یہ کوئی جہنمیوں سے پوچھیں جب وہ تڑپیں گے کہ ہم دنیامیں جائیں اور کفر کے بدلے ایمان لے آئیں۔ نافرمانی کے بدلے اطاعت کریں اور پیغمبروں کی اطاعت کریں لیکن جہنمیوں کی پکار بالکل بے فائدہ ہو گی۔

✧ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

جہنمی لوگ مالک یعنی داروغہ جہنم کو پکاریں گے تو وہ انھیں چالیس سال جواب نہیں دے گا۔ وہ چیخیں گے چلائیں گے یامالک یامالک لیکن وہ ان کو دیکھے گا بھی نہیں چالیس سال کے بعد جب بولے گا تو کہے گا(انکم ماکثون)۔ تم ادھر ہی رہنے والے ہو مت چیخو چلاؤ۔ یہیں رہو گے کوئی فائدہ نہیں بلانے کا۔ پھر وہ اپنے رب کو پکاریں گے کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال اگر ہم اس طرح دوبارہ کریں تو ہم ظالموں میں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو اتنی مدت جواب نہیں دے گا جتنی دنیا کی مدت تھی پھر وہ فرمائے گا: اسی میں ذلیل ہو کر پڑے رہو اور کوئی بات نہ کرو۔ پھر وہ لوگ مایوس ہو جائیں گے، کہ کچھ بننے والا نہیں، اس لیے کتنا ضروری ہے کہ انسان خود بھی ناشکری سے بچے کفر سے بچے اور دوسروں کو بھی بچانے کی فکر کرے کیونکہ جہنم کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا

❖ آیت39

کونساوبال؟

جو ابھی پیچھے پڑھاہے۔

تو دنیامیں ایمان والے جب عمل صالح کرتے ہیں تو ان کا ایمان اور عمل صالح آخرت میں اُن کو اور فائدہ دے گا اور کفر کرنے والوں کی اگر زندگی لمبی ہوتی ہے تو ان کا کفر اُن کو اور زیادہ نقصان دے گا۔

❖ آیت41

اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں وہ ہٹ نہ جائیں۔ سبحان اللہ! اللہ نے ہمارے جینے کا کیسا انتظام کر رکھا ہے۔

❖ آیت43

سب سے بڑافساد کیاہے؟ ایک دوسرے کے خلاف چالیں چلنا۔(وَلَا يَحِيقُ ٱلْمَكْرُ ٱلسَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِۦ)

تو یاد رکھیے

کہ جب انسان کسی کے خلاف چال چلتا ہے کسی کو بے چین کرتا ہے، امن اس کا چھین لیتا ہے تو وہ خود بھی اسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یعنی اپنی ہلاکت کی طرف جلدی کرتا ہے انسان۔ اور اللہ کو فساد ویسے ہی پسند نہیں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "المكر والخديعة في النار۔ مکر اور دھوکہ آگ میں ہیں"۔

✷ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

دھوکا دینے والے کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جس کے ذریعے وہ پہچانا جائے گا کہ یہ دھوکے باز شخص ہے۔

یعنی انسان اگر دوسرے کو اندھیرے میں رکھتا ہے۔

سورۃ یس

❖ **آیت 6** لوگوں کی غفلت دور کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ کیا ہے؟ قرآن کے ذریعے ان کو نصیحت کرنا۔

❖ **آیت 7** یعنی اللہ کو پہلے سے ہی پتہ ہے کہ ان کو جتنا بھی خبر دار کیا جائے یہ نہیں مانتے۔

❖ **آیت 11**

کس کے لیے ہے خوشخبری، بخشش اور اجر کریم کی؟

جو رحمان سے غائبانہ طور پر ڈرے اور اس قرآن کی پیروی کرے۔

تو مومن جو ہوتا ہے وہ اللہ کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا ہے اور نیک عمل کرنے کے باوجود ڈرتا ہے۔ اور اس بات سے بھی ڈرتا ہے کہ کہیں اسکے اعمال reject نہ ہو جائیں۔ کہ وہ اس standard کے نہیں جو اللہ کی شان میں پیش کیے جانے چاہیئے تھے۔ مومن کے اندر ایمان اور خوف دونوں ہوتے ہیں جبکہ منافق بد عمل بھی ہوتا ہے اور بے خوف بھی ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ کا خوف اختیار کرتا ہے تو اللہ کی رحمت پاتا ہے اور غائبانہ طور پر ڈرنے والے کو عرش کا سایہ بھی نصیب ہو گا۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

7 آدمی ایسے ہیں جنھیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عرش کے سائے میں جگہ دے گا جبکہ اسکے عرش کے سایے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کو کسی بلند مرتبہ خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا اور اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

یہ ہے اللہ سے غائبانہ طور پر ڈرنے والے جن کے لیے بخشش کا وعدہ ہے۔ کہ جب کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو تب بھی وہ کوئی بے حیائی کا کام نہیں کرتے، برائی کا کام نہیں کرتے۔

❖ **آیت 12**

یعنی زندگی اور موت کا مالک صرف اللہ ہے کوئی اور نہیں۔

ہر روز اعمال نامہ اوپر جاتا ہے۔یعنی ہمارے اعمال تو اللہ کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان کے جو اثرات ہوتے ہیں، نیکی اور برائی کے اثرات لوگ ہم سے جو کچھ اخذ کر لیتے ہیں، وہ دنیا میں مزید اچھائی یا برائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔اچھے کام کریں گے تو multiply ہوں گے اگر ہمیں دیکھ کے کوئی اچھا کام کر لیتا ہے تو پھر اسکو بھی اجر ملے گا آپ کو بھی ملے گا اور اسی طرح برا کام کرتے ہوئے بھی۔

یاد رکھیے

انسان کے آثار کی بھی بات جو یہاں ہو رہی ہے اس میں انسان کے قدم بھی ہیں۔

✷ جب نبی ﷺ کے زمانے میں بنو سلمہ نے مدینہ کے دور کے علاقے سے قریب شفٹ ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا: دیارُکم تکتب اثارکم جہاں رہتے ہو وہیں رہو۔جتنے قدم چل کر آتے ہو وہ بھی لکھے جاتے ہیں کاؤنٹ ہوتے ہیں۔

تو اس لیے آپ دور سے آتے ہیں اور جو جتنی دور سے آتا ہے اس کے اتنے ہی قدم لکھے جاتے ہیں تو اس لیے انسان کو کبھی یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہم تو بیچارے۔ آپ تو زیادہ خوش قسمت ہیں، زیادہ ثواب سمیٹ کر جاتے ہیں۔

- ❖ **آیت 18** پیغمبروں کو بھی لوگوں نے منحوس کہا۔اور دھمکیاں بھی دیں۔
- ❖ **آیت 19** انسان کی نحوست اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔
- ❖ **آیت 20**

نیکی کے کام میں اس شخص نے دیر نہیں لگائی۔دُور تھا لیکن دوڑ لگا دی کہ معلوم نہیں کہ کتنا وقت ہے اور پھر اس کو یہ ڈر تھا کہ قوم میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے لیکن اس نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔

یاد رکھیے

دوسروں کو خوشخبری دینے میں، دوسروں کو اچھی بات بتانے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے بس حکمت ہونی چاہیئے لیکن میسج convey کرتے جانا چاہیئے۔

- ❖ **آیت 21**

انبیاء احسان کے بدلے میں کسی سے اجر نہیں مانگتے۔تمہارے ایمان لانے پر تم سے کچھ چارج نہیں کرتے کہ تمہاری دنیا میں کچھ کمی ہو جائے گی اگر تم مسلمان ہو گئے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

- یہ آج کی فری ڈسٹری بیوشن میں جو لینا چاہے Fasting in Ramadan یہ انگلش میں ایک پمفلٹ کا ترجمہ کیا گیا ہے جو بچے اردو نہیں پڑھتے یہ بتا دیجئے
- اسی طرح درود شریف کی آج بات ہوئی تو درود شریف کا پمفلٹ بھی موجود ہے۔
- پردے کی بات ہوئی تو Hidden pearls کے نام سے یہ آیات اور انکے دلائل جو ہیں اس پمفلٹ کے اندر موجود ہیں یہ بھی آپ لے سکتے ہیں۔
- صدقہ خیرات کی بات ہوئی تو یہ پوری کتاب ہے جس میں وہ احادیث ہیں جن کو میں quote (بیان) کرتی ہوں، اس میں وہ آپ کو مل جائیں گی۔

- اسی طرح حسن اخلاق کی بات ہے لقمان حکیم نے اپنی اولاد کو جو نصیحت کی تھی اور آج بھی حسن اخلاق کی بات ہوئی تو یہ ساری چیزیں ہمارے علم میں اضافہ کرنے والی ہیں اور ان کا اہتمام کرنا چاہیئے۔
- اس طرح اللہ تعالیٰ کی تسبیحات کا جو حکم ہے تو یہ بھی زبردست تسبیحات ہیں ان کو آپ دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں اور دو سورتوں کے شروع میں الحمدللہ آیا تو یہ اللہ کی حمد و ثناء کے کلمات ہیں جو ان کو پڑھ لیتا ہے تو یہ بہت سے ذکر سے کفایت کر جاتے ہیں۔
- اسی طرح تسبیحات کا کارڈ ہے، تکبیرات کا کارڈ ہے، لا الہ الا اللہ کے فائدوں کا کارڈ ہے۔

اب رمضان کے آخر میں عید آنے والی ہے تو آپ عید کے تحفوں کے طور پر ہر ایک کو ایک ایک کارڈ اور اس طرح کی چیزیں بھی دے سکتے ہیں۔

دن تو تھوڑے رہ گئے ہیں ابھی سے تیاری کر لیجئے تا کہ اپنا صدقہ جاریہ بڑھا سکیں۔یعنی ہم دنیا سے چلیں جائیں گے تو ہمارے وہ اعمال جو پیچھے بھی ہمیں فائدہ دیں گے ان میں سے ایک یہ نفع مند علم ہے۔جتنے لوگ تسبیح پڑھیں گے آپ کی وجہ سے، جتنے لوگ ذکر کریں گے آپ کا بھی اجر ساتھ لکھا جاتا رہے گا۔ آپ تو قبر میں پڑے ہوں گے اور آپ کے دیئے ہوئے کارڈ سے کوئی روز تسبیح پڑھتا ہے تو وہ آپ کا اجر روز آپ کو قبر میں پہنچتا رہے گا۔

پارہ22کے اہم نکات

1. انسان کی نحوست اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔
2. علم کو اگلی نسلوں تک بھی پہنچانا چاہیے، یہ والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے۔
3. قرآن دل کی بہار اور غم دور کرنے کا ذریعہ ہے۔
4. ناشکری نعمتوں کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔
5. اللہ کے احکامات اور نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دلوں میں گھٹن نہیں ہونی چاہیے۔
6. قیامت کے دن ہر انسان اپنے صدقے کے سایے میں ہو گا۔
7. اذکار کو اعمال اوپر لے کر جاتے ہیں۔
8. ایمان کا ہونا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔
9. ذکر کی کثرت بخشش اور اجر بڑھانے کا ذریعہ ہے۔
10. غصے میں نکلے ہوئے الفاظ انسان کے لیے شرمندگی کا باعث بنتے ہیں۔
11. سورۃ الاحزاب کے احکامات فرض کا درجہ رکھتے ہیں ان کو سمجھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔
12. حجاب دلوں کی پاکیزگی کے لیے ہے۔
13. اگر زبان درست ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں درستگی ہے۔

14. دورد کی کثرت کرنی چاہیے یعنی ساری دعاؤں کو کافی ہو جاتا ہے۔

15. ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

16. اصل علم وہ ہے جس سے اللہ کی خشیت پیدا ہو دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو۔

17. ناشکری نعمتوں کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔

18. منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اس پر حقیقی بیٹوں والے احکامات لاگو نہیں ہوتے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ

(کراچی ریجن)